علم وعلماء کی عظمت دل میں اُجاگر کرنے والی ایک منفرد تحریر، جس میں آزاد خیال افراد کے ذہنوں میں اُبھرنے والے اعتراضات کے قرآن وحدیث اور عقلی دلائل کی روشنی میں جوابات دیئے گئے ہیں۔



ایک خطرناک سازش

از قلم: محمد سلیم رضوی

سعادتِ اشاعت: ادارہ فیضِ حق کراچی 0333-3291466

ایک خطرناک سازش

مصنف:

محمد سلیم رضوی

باہتمام:

محمد جواد قادری ترابی

ناشر:

ادارہ فیض حق کراچی

0333-3291466

نام: ایک خطرناک سازش

مصنف: محمد سلیم رضوی

باہتمام: محمد جواد قادری ترابی

سن اشاعت: جنوری 2018ء

ناشر: ادارہ فیض حق کراچی

رابطہ: 0333-3291466

صفحات: 80

قیمت: 100 روپے

کتاب ملنے کے پتے

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد، مصلح الدین گارڈن، کراچی

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری لائبریری متصل جامع مسجد مدنی' عقب جیکب لائن' لائنز ایریا' کراچی

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی

مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، کراچی

مکتبہ الغنی پبلشرز، نزد فیضان مدینہ، کراچی

مکتبہ حسان، فیضان مدینہ، کراچی

قادریہ پبلشرز، بالمقابل فیضان مدینہ، کراچی

فہرست مضامین

فہرست مضامین

عرض ناشر

اس دور میں دین و مذہب کے خلاف سازشیں اپنے نکتہ عروج پر ہیں۔ دین سے لوگوں کو بیزار کیا جارہا ہے لیکن چونکہ اگر علی الاعلان کوئی دین کے بارے میں کہے گا تو وہ یقیناً اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکے گا لہذا لوگوں اور دین کے درمیان دوری پیدا کرنے کے لئے یہ طریقہ کار وضع کیا گیا ہے کہ ''علماء'' اور ''دین دار'' لوگوں پر اعتراضات کرکے، ان کے کردار کو مشکوک کردیا جائے تاکہ عوام ان سے متنفر اور دین سے دور ہوجائیں۔ ہر ذی فہم جانتا ہے کہ دور حاضر میں ایمان کے تحفظ اور عقائد واعمال کے علم کے لئے علماء کے ساتھ وابستہ ہونا کتنا ضروری ہے۔ افسوس کہ آج بہت سے ہمارے بھائی اغیار کے اس دام میں آگئے اور علماء سے متنفر ہوگئے۔ انہیں چاہئے کہ وہ ہماری اس کتاب کو بغور پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہ سب دین کے خلاف ایک پھیلائی گئی سازش ہے۔

حضرت مولانا محمد سلیم رضوی نے اپنی اس کتاب کو کچھ ابواب میں تقسیم کیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

پہلا باب: فضائل علم وعلماء قرآن حکیم کی روشنی میں

دوسرا باب: فضائل علم وعلماء احادیث کی روشنی میں

تیسرا باب: فضائل علم وعلماء بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں

چوتھا باب: علماء کی توہین کا حکم فتاویٰ رضویہ شریف کی روشنی میں

پانچواں باب: علماء پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات

امید کرتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد سلیم رضوی کی اس کاوش کو خوب سراہا جائے گا اور علماء وآئمہ حضرات بھی اس موضوع کی طرف توجہ کرتے ہوئے وقت کی اہم ضرورت کے مطابق اپنے خطابات میں ملحدین ودشمنان دین کو دندان شکن جواب دیتے رہیں گے۔ طلباء

کرام و دیگر عوام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں اور اعتراضات کے جوابات اپنے ذہن میں ہمہ وقت موجود رکھیں تا کہ اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے۔

''ادارہ فیضِ حق کراچی'' کی یہ پہلی کاوش ہے۔ مستقبل قریب میں کوشش ہوگی کہ ان شاء اللہ عزوجل عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق مثبت فکر پر مبنی لٹریچر شائع کریں۔ بالخصوص اسلاف کرام اور علماء عظام کی سیرت پر کام کا وسیع منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عزائم میں وہم وگمان سے بڑھ کر کامیابی عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی دعاؤں کی التجا ہے۔

آخر میں ادارے کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں استاذ العلماء مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا، انہوں نے حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب پر اپنے تاثرات عطا فرمائے، ساتھ ہی دعاؤں سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور حضرت کے فیضان کو مزید دوام بخشے۔ آمین

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد آصف عبداللہ قادری رضوی زید مجدہ کا بھی شکریہ کہ انہوں نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر تقریظ عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کا بھی اقبال بلند فرمائے۔

جو احباب ادارہ کی مطبوعات تقسیم کرنے میں دلچسپی رکھتے ہوں یا کسی قسم کے تعاون کا ارادہ ہو یا پھر اپنے تاثرات/تجاویز اس سلسلے کے حوالے سے دینا چاہیں، وہ ضرور رابطہ فرمائیں۔

والسلام

محمد جواد قادری
ادارہ فیضِ حق کراچی
0333-3291466

تقریظ

از: استاذ العلماء شیخ الحدیث نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اعزی مولوی محمد سلیم رضوی صاحب نے اپنی تحریر کردہ کتاب کے چند مواقع پڑھ کر سنائے، میں نے بغور سنا، اچھی کاوش ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے انہیں علم نافع عطا فرمائے اور انہوں نے عوام الناس و بدباطن کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اس سے لوگوں کو نفع وہدایت عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

احقر العباد

عطاء المصطفیٰ اعظمی

شب 15 ربیع الغوث 1439ھ

تقریظ

از: استاذ العلماء شیخ الحدیث خلیفہ مرد مومن، مرد حق حضرت علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اعزی حضرت محمد سلیم رضوی کو اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب فرمائے اور اس کاوش کو بر باکت بنائے اور انہیں ان کے پیرومرشد حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ کے صدقے سید الشہداء حضرت حمزہ، خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خصوصی نگاہ کرم عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

والسلام مع الاکرام

محمد آصف عبداللہ قادری رضوی

ایک خطرناک سازش

اسلام کے خلاف مختلف سازشیں جاری ہیں۔ بہت ہی خطرناک سازش علماء سے عوام کو دور کرنے کی بھی ہے۔

علماء ہی عوام کے عقائد و اعمال کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ گویا ان کی مثال طبیب کی سی ہے لیکن مریض اس وقت ہی طبیب سے مستفیض ہو سکے گا جب اسے طبیب کی ذات پر اعتماد ہوگا۔ مریض اگر طبیب سے متنفر ہوگا تو کبھی صحت کی دولت نہیں پا سکے گا۔

معاشرہ جس ڈگر پر چل نکلا ہے اس کا علاج علماء کے ساتھ وابستگی میں ہے لیکن رات دن علماء کرام کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے' وساوس پھیلائے جاتے ہیں جس سے بہت سے لوگ ان خیالات سے متاثر ہو کر علماء سے دور ہو جاتے ہیں جس کا نقصان ہر ایک پر واضح ہے۔

عالم کی درست تعریف اور لوگوں کا غلط معیار:

مختلف قسم کی ذہنی سطح کے لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کے مختلف معیارات ہیں۔ بعض کے نزدیک جو جتنا اچھا مقرر ہو، وہ اتنا ہی اچھا عالم ہے اور ایسے مقرر سے عام طور پر مراد شعلہ بیاں حضرات ہوتے ہیں۔ یعنی جو جتنا زیادہ شور و گھن گرج اور اونچی آواز کا مالک ہے، وہ اتنا بڑا عالم ہے۔ بعض کے نزدیک عالم/ بڑا عالم وہ ہے جو زیادہ وجیہہ ہو، جسامت میں بھی بھاری بھر کم ہو۔ رعب دار ہو۔ لہذا یہ لوگ ''چہرے کے نور'' یعنی گوری چمڑی کو دیکھ کر عالم ہونا یا نہ ہونا طے کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات عامل حضرات کو ''عالم'' گمان کرتے ہیں اور عالم ہونے کا معیار یہ طے کر بیٹھے ہیں کہ عالم وہ ہوگا جو جنات پکڑنے اور تعویذ دینے کا ماہر ہو۔ اگر کسی کے تعویذ سے اثر ظاہر نہ ہو یا کوئی تعویذ نہ دے تو وہ اسے عالم نہیں مانتے۔ مختصر یہ کہ اسی طرح کے مختلف معیارات عوام نے اپنی فکر کے اعتبار سے قائم کر رکھے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ ہر واعظ چاہے وہ کتنا ہی بہترین خطاب کرے، اس کا عالم

ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح کوئی کیسا ہی نورانی چہرے والا ہو، وہ عالم بھی ہو، ایسا بھی ضروری نہیں، یہی معاملہ عامل و دیگر حضرات کا ہے۔ اسی طرح یہ ممکن ہے کہ کوئی بہترین عالم ہو اور واعظ نہ ہو۔ اسی طرح بہت متقی، پرہیزگار اور جبل العلم و استاذ العلماء ہو لیکن بظاہر وجاہت و جسامت کے اعتبار سے کوئی کشش نہ ہو۔ یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ''نور'' دیکھنا اور چہرے کے نورانی ہونے کا فیصلہ کرنا یہ اہل نظر کا کام ہے۔ ہر کس و ناکس میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ کسی کے چہرے پر نورانیت کا مشاہدہ کر سکے۔ عوام تو جلد کی رنگت پر فیصلہ کر لیتی ہے اور یہ بھی بالکل ممکن ہے کہ ''عالم'' ہو اور عامل نہ ہو کیونکہ ''عالم کورس'' میں دم کرنے ''جن نکالنے'' گھر دیکھنے، کالے جادو کا توڑ کرنے وغیرہ کے حوالے سے کوئی تربیت دی جاتی ہے، نہ اس حوالے سے کچھ پڑھایا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کی گئی:

عالم کی کیا تعریف ہے؟

ارشاد فرمایا: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضرورت کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 58، حصہ اول)

ایک اور مقام پر فرمایا: سند کوئی چیز نہیں، بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی، ان کی شاگردی کی، لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہئے اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا۔ جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، مفتیان کامل بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس و تدریس میں پورے نہ تھے، مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر ہوتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا۔ فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 23، صفحہ 684)

باب اول: فضائل علم وعلماء قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن پاک نے اہل علم کے درجات کو بڑے ہی احسن انداز میں جگہ بہ جگہ بیان فرمادیا ہے۔ یہاں چند منتخب آیات پیش کی جارہی ہیں جن میں تفکر کی برکت سے دل علم و علماء کی محبت سے جگمگا اٹھیں گے۔

☆ عالم اور جاہل برابر نہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سورۃ الزمر، آیت 9)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان

اس آیات نے واضح کر دیا کہ علم والے مرتبہ میں جہلاء سے بہت بلند ہیں اور حقیقی علم تو دین ہی کا ہے لہذا جسے اللہ تعالٰی نے دین کے علم کے زیور سے عزت عطا فرمائی تو ان لوگوں کو جنہیں نعمت علم دین سے حصہ نہیں ملا، چاہئے کہ ایسوں کی وہ ادب ومحبت و تعظیم بجالائیں، نہ کہ ان کی تنقیص وتوہین کی عادت اپنا کر گمراہی کے عمیق گڑھے میں خود کو گرائیں۔

☆ حقیقی خوف خدا والے

اللہ رب العالمین فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورۃ فاطر آیت 28)

اللہ سے اس کو بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں

اس آیت میں وواضح طور پر علم والوں یعنی علماء کی شان بیان کی جارہی ہے کہ اے

عام لوگوں تم اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف نہیں رکھتے بلکہ اللہ عزوجل کا حقیقی خوف اور معرفت رکھنے والے علماء ہیں۔ اللہ عزوجل کا خوف دل میں رکھنے کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ جتنا علم زیادہ ہوگا، اتنی اللہ عزوجل کی معرفت بھی زیادہ ہوگی تو خوف بھی اسی قدر زیادہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا خوف میں بھی اضافہ ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت وشان سے باخبر ہے۔

اس فرمان کی روشنی میں بخاری شریف ومسلم شریف کی اس حدیث پاک کو بھی ملاحظہ فرمائیں جس سے اس فرمان پر مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا: قسم اللہ عزوجل کی! میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں (خزائن العرفان)

☆علم درجات کی بلندی کا سبب ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

(سورۂ مجادلہ آیت 11)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اوران کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ علم سے درجات میں بلندی ہوتی ہے اور اللہ علم والوں کو بلند مراتب نصیب فرماتا ہے۔

☆خیر کثیر والے:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (سورۃ البقراء، آیت 269)

ترجمہ: اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم والوں کے ساتھ اللہ عزوجل نے بھلائی کا ارادہ فرمایا اور انہیں علم کی دولت سے نواز دیا جیسے کہ حدیث پاک میں بھی ہے کہ جس سے اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ بوجھ سے نواز دیتا ہے۔

ان واضح فرامین کے بعد ہمیں چاہئے کہ ہم علم والوں کے اعزاز کو تسلیم کرلیں اور ان سے روگردانی سے اجتناب کریں۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی بھلائیاں پوشیدہ ہیں۔

☆ علماء اللہ کے چنیدہ بندے ہیں:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا

(سورۂ نوح، آیت 32)

ترجمہ: پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو

اس آیت نے واضح کردیا کہ یوں تو سب ہی اللہ کے بندے ہیں مگر علماء خاص بندے ہیں۔ ان کا درجہ عام لوگوں سے بے حد بلند ہے۔ اگلی آیت ملاحظہ فرمائیں جس میں علمائے کرام کو "ربانی" (یعنی اللہ والا) کہا گیا ہے۔

كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ

(سورۂ العمران، آیت 79)

ترجمہ: ربانی ہوجاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم پڑھتے ہو

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے ربانی ہونے کی وجہ اور ربانیوں کی صفات اس قدر بیان فرمائیں کہ کتاب پڑھنا پڑھانا اس کے احکام سے خبردار ہونا اس کی نگہداشت رکھنا، اس کے ساتھ حکم کرنا، ظاہر ہے کہ یہ سب اوصاف علماء شریعت میں ہیں تو وہ ضرور ربانی ہیں۔ (جلد 21، ص 533)

دوسرا باب:

فضائل علم وعلماء احادیث کی روشنی میں

آقائے دوجہاں وامام الانبیاء ﷺ نے علم دین وعلمائے دین کے فضائل کو بے شمار مقامات پر بیان فرمایا۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

علم کا زیادہ ہونا محبوب ہے

مجھے علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے زیادہ محبوب ہے

(کنز العمال، ج10، ص80)

قیامت کے دن حسرت:

سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلب علم کا موقع ملا مگر اس نے طلب نہیں کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع اٹھایا خود اس نے نہیں اٹھایا (کنز العمال)

مجاہد فی سبیل اللہ:

جاہل مرجانے کے خوف سے جو بندہ طلب علم میں نکلتا ہے یا سنت مٹ جانے کے ڈر سے اس کے زندہ کرنے کے لئے چلتا ہے تو اس کی مثال غازی کی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلتا ہے اور (یادرکھو کہ) جسے عمل نے پیچھے کردیا ہے، نسب اسے آگے نہیں کرے گا۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص24)

علماء کے حق کو ہلکا مت جانو:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علماء کے حق کو ہلکا نہیں جانے گا مگر کھلا منافق (کنز العمال، ج 16، ص 32، حدیث نمبر 43810)

عالم کے چہرے کی زیارت عبادت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں۔ کم کھانا، مسجد میں بیٹھنا، کعبہ دیکھنا، مصحف کو دیکھنا اور عالم کا چہرہ دیکھنا (کنز العمال، جلد 15، ص 880، حدیث نمبر 43493)

عالم و جاہل کے گناہ میں فرق:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دو۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! (علیک الصلوٰۃ والسلام) کس لئے؟ فرمایا: عالم پر وبال اس کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا (مسند الفردوس للدیلمی، ج 2، ص 248، کنز العمال حدیث نمبر 10028784، ج 10، ص 153)

شہداء کا خون اور علماء کی سیاہی:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن علماء کے دواتوں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائے گا (تو) روشنائی (سیاہی) ان کی (علماء کی) دواتوں کی شہیدوں کے خون پر غالب آئے گی۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، باب تفضیل العلم علی الشہداء ص 48، حدیث 139)

رزق میں برکت کا سبب:

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے: جو کوئی طلب علم میں نکلتا ہے، فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اس کی معیشت میں برکت ہوتی ہے۔ اس کا رزق گھٹتا نہیں، مبارک ثابت ہوتا ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ)

عالم کی عابد پر فضیلت:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رحمت عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ ان کی وراثت علم ہے تو جس نے اس میں سے لے لیا، اس نے بہت بڑا حصہ پالیا۔ (جامع ترمذی شریف)

عبادت صحیح ہونے کا دارومدار

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار ﷺ سے ایک شخص نے کہا کہ دو ایسے مرد ہیں کہ ان میں سے ایک اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا ہے جبکہ دوسرا فرائض کے علاوہ کچھ بھی نفلی عبادت نہیں کرتا البتہ یہ ہے کہ وہ دوسرا شخص لوگوں کو علم دین سکھاتا ہے، ان میں افضل کون ہے؟

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس عالم کی فضیلت (نفلی عبادت کرنے والے شخص پر) اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تمہارے ادنیٰ (شخص) مرد پر، میں کہتا ہوں کہ عبادت صحیح نہیں ہوتی مگر دین میں تفقہ (دین کا علم) حاصل کرنے کے بعد۔

عالم کے لئے مرتبۂ شفاعت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شافع امت، جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یعنی جب عالم اور عابد پل صراط پر جمع ہوں گے تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ اور اپنی عبادت کے سبب ناز و نعمت کے ساتھ رہو اور عالم سے کہا جائے گا تم یہاں ٹھہر جاؤ اور جس شخص کی چاہو شفاعت کرو کیونکہ تم جس کی شفاعت کروگے، قبول کی جائے گی۔ پس عالم انبیاء کے مقام پر کھڑا ہوگا۔ (کنز العمال، جلد 10، ص 78، حدیث نمبر 28688)

علماء ستاروں کی طرح ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک زمین میں علماء کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان کے ستارے کہ ان کے ساتھ خشکی اور تری میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے تو جب ستارے غائب ہوجائیں تو قریب ہے کہ وہ راستے سے بھٹک جائیں۔ (ایضاً ص 78)

علم بھلائی کا ذریعہ ہے:

جس شخص کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ عزوجل دیتا ہے۔ (بخاری شریف کتاب العلم)

عالم کی عابد پر فضیلت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر، اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی سمندر میں اس شخص کی بھلائی کی خواہش مند ہے جولوگوں کو اچھی بات کی تعلیم دیتا ہے۔ (سنن الترمذی باب ماجاء کتاب العلم)

ایک عالم ہزار عابد:

ایک اور حدیث میں فرمایا:

ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔

(ایضاً ص1043، حدیث 2681)

عالم کے لئے اجر مسلسل:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے علم کی اشاعت کی اسے برابر ثواب ملتا رہے گا، جب تک کوئی ایک آدمی بھی اس علم پر عمل کرتا رہے اور عمل کرنے والے کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوتی۔

(جامع بیان العلم وفضلہ)

سرخ اونٹوں سے بہتر:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اللہ عزوجل تیرے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت بخش دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔(الصحیح البخاری، باب غزوۃ خیبر)

علم کی اشاعت کرنا صدقہ ہے:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انسان کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی اشاعت کرنا سب صدقہ ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع نشر العلم، ص 167، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

سب سے بڑا سخی کون؟

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا:

کیا میں تمہیں بتادوں، سب سے بڑا سخی کون ہے؟ سب سے بڑا سخی خدا ہے۔ پھر آدمیوں میں سب سے بڑا سخی میں ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم حاصل کیا اور اسے پھیلایا۔ ایسا شخص قیامت کے دن ایک پوری امت بن کر اٹھے گا اور سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے خدا کی راہ میں اپنی جان خرچ کی اور قتل ہوگیا (ایضاً، ص 168)

سال بھر کی عبادت کے برابر:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کیا ہی خوش عطیہ ہے اور کیا ہی خوب سوغات ہے۔ حکمت کا وہ بول جسے تم نے سنا اور یاد کرلیا اور پھر اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور اسے بھی سکھا دیا۔ ایسا ایک علم سال بھر کی عبادت کے برابر ہے۔(جامع بیان العلم وفضلہ)

مرنے کے بعد کام آنے والی چیزیں:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے، اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ (الصحیح المسلم)

دعائے مصطفی ﷺ:

فرمایا پیارے آقا ﷺ نے:
اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کر لی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچا دی کیونکہ بہت سے علم کے حاصل (علم یاد کرنے والے) فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے علم کو حاصل (یاد کرنے والے) اس تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہو (سنن الترمذی، کتاب العلم)

زمین پر جنت کے باغات:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جب تم جنت کے باغات سے گزرا کرو تو اس میں سے کچھ کھا لیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے لئے جنت کے باغات زمین پر کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم دین کے حلقے۔ مزید فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں۔ وہ علم دین کے حلقوں کو تلاش کرتے ہیں پس جب وہ ان کے پاس آتے ہیں تو ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (ایضاً، جلد 1، ص 12)

صحبت علماء کا مقام:

حضرت سیدنا ابن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے علماء کا استقبال کیا، تحقیق اس نے میرا استقبال کیا اور جس نے علماء کی زیارت کی، تحقیق اس نے میری زیارت کی اور جو علماء کی صحبت میں بیٹھا، تحقیق وہ میری صحبت میں بیٹھا اور جو میری صحبت میں بیٹھا، یقیناً وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بیٹھا۔

(کنز العمال، ج10، ص97)

تیسرا باب:

فضائل علم وعلماء بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں

ستر غزوات میں شرکت سے افضل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

بے شک امرو نہی (حلال وحرام) کے بارے میں علم کا ایک باب جاننے والا میرے نزدیک اللہ عزوجل کی راہ میں ستر غزوات میں شرکت کرنے والے سے زیادہ پسندیدہ ہے (کتاب الفقیہ والمتفقہ، جلد 2، ص 16)

عالم دین کو تکلیف دینے کا وبال:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

جس نے کسی فقیہ (عالم) کو تکلیف دی، اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی، اس نے اللہ عزوجل کو تکلیف دی۔ (کتاب الفقیہ والمتفقہ، جلد 2، ص 33)

علماء اللہ عزوجل کے ولی ہیں:

فضل بن دکین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

اگر دنیا و آخرت میں (باعمل و پرہیزگار) فقہاء اور علماء اللہ تعالیٰ کے ولی نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی ولی نہیں ہے (ایضاً، جلد 2، ص 35)

عذاب الٰہی سے امان:

درمختار میں اسماعیل بن ابی رجا سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا۔ حال پوچھا (انہوں) نے کہا: مجھے خدا نے بخش دیا اور فرمایا، اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا (تو) علم عنایت نہ فرماتا۔

اللہ عزوجل کے دوست:

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا: اے ابراہیم! میں علیم ہوں، ہر علیم کو دوست رکھتا ہوں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ)

یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری اس صفت (علم) پر ہے، وہ میرا محبوب ہے۔

عالم کی افضلیت:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عالم، روزہ دار، شب بیدار مجاہد سے افضل ہے۔

رات بھر کی عبادت سے زیادہ عزیز:

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مجھے ایک مسئلہ سیکھنا، رات بھر کی عبادت سے زیادہ عزیز ہے (الفقیہ والمتفقہ، فضل التفقہ، علی کثیر من العبادات، ج 1، ص 102، حدیث نمبر 55)

آسمان میں عالم کا مقام:

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت (سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

عالم باعمل، کوملکوت آسمان (آسمان کی سلطنت) میں "عظیم" یعنی بڑا شخص کہتے ہیں۔ (الزہد للامام احمد، مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، ص 97، حدیث 330)

عالم کی دو رکعت جاہل کی 70 رکعات:

حضرت سیدنا محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

عالم کی دو رکعت غیر عالم کی 70 رکعت سے افضل ہے۔ (جامع صغیر، ص 274، حدیث 4476)

عالم کی غیبت کرنے والا رحمت سے مایوس:

حضرت سیدنا ابوحفص کبیر علیہ الرحمۃ القدیر فرماتے ہیں:

جس نے کسی فقیہ (عالم) کی غیبت کی تو قیامت کے روز اس کے چہرہ پر لکھا ہوگا "یہ اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہے" (مکاشفۃ القلوب، باب فی بیان الغیبۃ، ص 71)

شیطان کی خوشی:

حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اعلیٰ کمال یہ ہے کہ دین کی سمجھ حاصل ہو، مصیبت پر صبر ہو، معیشت کی تدبیر ہو اور فرمایا: ابلیس کسی کی موت پر اتنا خوش نہیں ہوتا، جتنا عالم کی موت سے خوش ہوتا ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی فض العلم، ص 84، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عالم و عابد:

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ساری رات عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے ہزار عابدوں کی موت، حلال وحرام جاننے والے ایک دانا و بینا (عالم) کی موت کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، باب تفضیل العلم علی العبادۃ، ص 42، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تمام دولت صدقہ کرنے سے افضل:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں علم کا ایک باب سیکھوں اور کسی مسلمان کو سکھا دوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میرے پاس تمام دنیا ہو اور میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں (کتاب الفقیہ والمتفقہ، ج 1، ص 16)

علماء رحمت ہی رحمت ہیں:

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

علماء باران رحمت ہیں جہاں بھی ہوں گے نفع ہی پہنچائیں گے۔ (جامع بیان العلم و فضلہ، باب جامع فضل العلم، ص 84، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

شیطان کی جھنجھلاہٹ:

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

شیطان پر عاقل عالم سے زیادہ سخت کوئی نہیں، اس لئے کہ عالم بولتا ہے تو علم کے ساتھ بولتا ہے، چپ ہوتا ہے تو عقل کے ساتھ چپ ہوتا ہے۔ آخر شیطان جھنجھلا کر کہہ اٹھتا

ہے دیکھو تو مجھ پر اس کی گفتگو اس کی خاموشی سے بھی زیادہ شاق ہوتی ہے۔(جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی آداب العالم والمتعلم ص 171، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عالم کا بولنا شیطان کو اس کی خاموشی سے بھی زیادہ تکلیف دیتا ہے۔ حالانکہ شیطان کو خاموشی کی نسبت بولنا زیادہ پسند ہے، کیونکہ بولنے میں غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے لیکن محتاط اور پرہیزگار عالم بولتے وقت اپنی زبان اور دل کی طرف نگاہ رکھتا ہے اور پہلے تولتا ہے پھر بولتا ہے۔ اس لئے اس کی گفتگو لوگوں کے لئے خوف خدا و عشق مصطفی ﷺ اور فکر آخرت پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس لئے شیطان کو عالم کا بولنا اس کی خاموشی سے زیادہ تکلیف دیتا ہے۔ (علم وعلماء کی اہمیت، ص 81)

افضل عبادت:

حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

میرے گمان میں اس سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں کہ علم کی اشاعت کرو (جامع بیان العلم وفضلہ، باب تفضیل العلم علی العبادۃ، ص 41، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ایک سال کی عبادت:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

علم کا ایک باب جسے آدمی اپنی اصلاح اور اپنے بعد والوں کی اصلاح کے خیال سے یاد کرتا ہے سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ (ایضاً، ص 36)

صحبت علماء کے فضائل و برکات:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

علماء کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے (کنز العمال، جلد 10، ص 84)

انبیاء کرام علیہم السلام کی مجالس سے مشابہت:

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو چاہتا ہو کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی مجلسوں کی طرف دیکھے، اسے چاہئے کہ علماء کی مجالس کی طرف دیکھے کہ کوئی مرد آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے فلاں (یعنی مولانا صاحب، مفتی صاحب) آپ اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہیں، جس نے اپنی عورت کے بارے میں اس طرح قسم کھائی پس وہ عالم کہتا ہے کہ اس کی عورت کو طلاق ہوگئی اور ایک دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے: آپ اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہیں، جس نے اپنی عورت کے بارے میں ایسے ایسے قسم اٹھائی تو وہ کہتا ہے کہ وہ مرد اپنی اس بات میں حانث (یعنی قسم توڑنے والا) نہیں ہوا اور یہ بات کہنا (احکام شرع بیان کرنا) جائز نہیں مگر انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کے لئے، پس اس بات سے علماء کی شان پہچان لو۔

(کتاب الفقیہ والمتفقہ، جلد 2، ص 35)

روئے زمین کی مقدس جگہیں:

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

علماء کی مجالس سے الگ نہ رہو، اس لئے کہ اللہ عزوجل نے روئے زمین پر علماء کی مجالس سے مکرم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔ (احیاء العلوم الدین)

زمین کی بربادی کا سبب:

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: قیامت کے آنے اور مخلوق کے برباد ہونے کی کیا نشانی ہے؟ جواب دیا: علماء کا اٹھ جانا۔

(سنن الدارمی، جلد 1، ص 90)

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے علم وعلماء کے فضائل کے حوالے سے چند حکایات ملاحظہ فرمائیں:

استاد کے قدم دھلانے والا شاگرد:

ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علمائے قرائے سبعہ میں سے ہیں) عرض کیا۔ فرمایا: میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا، شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے۔ ہارون رشید نے عرض کی: وہ وہیں حاضر ہوجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو۔ فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہوکر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا: او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں، ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔

علم کی عزت:

ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ عزیز کی دعوت کی، وہ آنکھوں سے معذور تھے۔ جب آفتابہ (یعنی ڈھکنے دار وستہ لگا ہوا لوٹا) اور چلمچی (یعنی ہاتھ منہ دھونے کا برتن) ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا: آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے؟ کہا: نہیں۔ کہا: ہارون۔ (انہوں نے) کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ (عزوجل) آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا: اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔ (تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ ہارون، ج14، ص9)

علمائے کرام کا احترام:

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے۔ بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد (یعنی سرو کے درخت کی طرح بالکل سیدھا) کھڑا ہوتا۔ایک بار درباریوں نے عرض کیا: یاامیر المومنین رعب سلطنت جاتا ہے۔ جواب دیا: اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہارون رشید کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجہ اتم (یعنی بہت زیادہ) تھا۔ سلاطین نصاریٰ (یعنی عیسائی بادشاہ) اس کا نام لیتے تھراتے تھے۔

عیسائیہ کا بیٹا:

تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمران تھی اور ہر سال خراج ادا کرتی۔ جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج نہ حاضر کیا۔ ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی (یعنی قاصد) کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ:

''وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رخ بنایا تھا''

(یعنی میری ماں جس نے آپ کی بالادستی قبول کی تھی، وہ مرچکی ہے، اب میرے ساتھ آپ کا کوئی معاملہ نہیں ہے)

یہ تحریر لے کر ایلچی جب حاضر دربار ہوا، وزیر کو حکم ہوا، سناؤ! وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی: حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں۔ فرمایا: لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا۔ بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام درباری بھاگ گیا۔ صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے۔ وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ! اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رعب شاہی اس قدر

غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا۔ پھر فرمایا: لا مجھے دے۔ اور یوں لکھا:

''یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے! جواب وہ نہیں جو تو سنے، جواب وہ ہے، جو تو دیکھے گا''

یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت گریہ وزاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا، چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے۔ ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی: اس نے پھر سرتابی کی۔ فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا (ملخصاً الکامل فی التاریخ سن 184، ذکر عزو الروم، ج 5، ص 333) پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا۔ ایسے جبار بادشاہ کی علماء کے ساتھ یہ طرز تعظیم تھی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 145 تا 146)

چوتھا باب:

علماء کی توہین کا حکم فتاویٰ رضویہ شریف کی روشنی میں

☆ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا:

عالم زمین میں اللہ عزوجل کی دلیل و حجت ہیں تو جس نے عالم میں عیب نکالا، وہ ہلاک ہو گیا (جامع صغیر، ص 349، حدیث 5658)

علماء کی توہین کا حکم:

اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت (جھگڑا) کے باعث برا کہتا ہے' گالی دیتا' تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق' فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

خلاصہ میں ہے:

من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر

ترجمہ: جو کسی عالم سے بغیر سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے' اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف' جلد 21' ص 129)

بدعقیدہ عالم:

عالم کی توہین صرف اس صورت میں کفر ہے' جبکہ وہ عالم صحیح العقیدہ ہو' رہے بدمذہب و

بدعقیدہ عالم' ان کی توہین کرنا درست اور ان کی تعظیم کسی صورت جائز نہیں۔ نہ بدمذہب علماء وارثِ انبیاء ہیں بلکہ وہ تو نائب ابلیس ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے اسی طرح کے بدمذہب استاذ کی تعظیم کے متعلق سوال ہوا' جسے ہم ذیل میں پیش کرر ہے ہیں:

سوال: علمائے دین کیا فرماتے ہیں (اس مسئلہ میں کہ) ایک آدمی نے ایک استاد سے سبق پڑھا' بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ اس کا استاد ٹھیک دین نہیں رکھتا' کہتے ہیں کہ اس کا کوئی امام نہیں (یعنی وہ کسی امام کا پیروکار نہیں) اور وہ اجماعِ امت کو غلط کہتا ہے اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد تھا اور اس کے علاوہ اور کئی ناشائستہ اور بے ادبی کی باتیں (شاگرد نے) استاد سے دیکھیں' اس لئے اس کو چھوڑ دیا اور اس کو سخت ناراض کیا' تو کیا یہ شاگرد اسلامی شریعت میں قابل ملامت ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کا استاد شاگرد پر اپنا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ بیان فرمائیے' اجر پایئے۔ (ترجمہ)

جواب (ترجمہ) اس قسم کے استاد کا اپنے شاگرد پر وہی حق ہے جو شیطان لعین کا فرشتوں پر ہے کہ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور قیامت کے دن گھسیٹ گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ شریف' جلد 23' ص 707)

عوام کو علماء پر اعتراض منع ہے:

علماء پر عوام کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو مشہور معرفت ہو، اس کا معاملہ زیادہ نازک ہے۔ ہر عامی مسلمان کے لئے حکم ہے کہ اس کے ہر قول وفعل کے لئے ستر محمل حسن تلاش کرو نہ کہ علماء ومشائخ جن پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں، یہاں تک کہ کتب دینیہ میں تصریح ہے۔ اگر صراحتاً نماز کا وقت جا رہا ہے اور عالم نہیں اٹھتا تو جاہل کا یہ کہنا گستاخی ہے کہ نماز کو چلئے وہ اس کے لئے ہادی بنایا گیا ہے نہ کہ یہ اس کے لئے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد 23، ص 708)

عالم پر اعتراض کرنے والا فلاح نہیں پاتا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کسی عالم باعمل کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ چند مسئلہ شریعہ دریافت کر کے اس پر عمل کرے مگر عالم نے اس کے ساتھ اخلاق محمدی نہیں برتا اور سخت خفگی ظاہر کی کہ اس کی دہشت سے زید نے ناراض ہوکر اپنے اس ارادہ کو ترک کر دیا جس مسئلہ پر عمل کرنے والا تھا، چونکہ علمائے باعمل وارثِ انبیاء ہیں، اخلاق محمدی نہ برتنے سے اور زید کو مسئلہ کی واقفیت نہ ہونے سے وہ عالم موجب عذاب خداوندی کا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: سائل کا کلا متناقص ہے، عالم باعمل بھی کہتا ہے اور اتنا شدید الزام بھی اس پر دھرتا ہے، اگر واقعی عالم باعمل ہے تو اس کی خفگی اگر اس کی کسی معصیت یا بے ادبی شریعت کے سبب ہوگی، اسے لازم تھا کہ توبہ کرے اور معافی چاہے نہ یہ کہ اس کے سبب عالم سے کنارہ کش ہو اور مسئلہ پوچھنے کا فرض چھوڑ کر اپنی معصیت میں یہ دوگنا اور اضافہ کرے اور تیسرا یہ کہ عالم پر الزام رکھنا چاہے، فلاح نہیں پاتا، وہ جاہل جو خادمان شریعت کا ادب نہ کرے اور بالفرض اس کی خفگی اس پر کسی معصیت و بے ادبی شریعت کے سبب نہ ہو، بعض وقت انسان کی طبیعت منقبض ہوتی ہے، اس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے اور دوسرے کا بات کرنا بھی اس وقت ناگوار ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اسے جواب ترشی سے دیتا ہے جو اس پر ناراضی کے باعث نہیں ہوتا۔ ایسے وقت کی ترشی اہل سعادت کے لئے قابل لحاظ نہیں، اکابر صدیقین نے فرمایا ہے:

ان لنا شیطانا لیقربنا فاذا رایتموہ فاعتزلوا

بے شک ہمارے لئے بھی شیطان ہے جو ہمارے قریب ہوتا ہے، جب تم اسے دیکھو تو الگ ہٹ جاؤ۔

یعنی ہم بھی بشر ہیں۔ بشر کا سا غصہ ہمیں بھی آ تا ہے، جب اسے دیکھوتو اس وقت ہمیں چھیڑو نہیں بلکہ الگ ہٹ جاؤ۔ اور بالفرض یہ بھی نہ سہی بلکہ بلاوجہ محض اس سے کج خلقی کی تو ضرور اس کا الزام اس عالم پر ہے مگر اسے اس کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادۂ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے۔ اس کا کیا نقصان۔ حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عالم اگر اپنے علم پر عمل کرے، جب اس کی مثال شمع کی ہے کہ آپ جلے اور تمہیں روشنی دے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ عالم حقیقۃً عالم دین سنی صحیح العقیدہ، ہادی راہ یقین ہو ورنہ اگر سنی نہیں تو کتنا ہی خلیق، کتنا ہی متواضع، کتنا ہی خوش مزاج بنے' نائب ابلیس ہے، اس سے کنارہ کشی فرض ہے اور اس سے فتویٰ پوچھنا حرام (فتاویٰ رضویہ' جلد 23، ص 711)

صحبتِ علماء کی برکات:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتب فارسی و اردو کے جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علمائے گرامی سے کوئی سند، تحصیل علم نہ حاصل کی ہو، اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعویٰ کرے اور آیات قرآنی اور احادیث کو پڑھ کر اس کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور کرائے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتویٰ اور اقوال قابل تعمیل ہیں یا نہیں؟ اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے تو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب: سند کوئی چیز نہیں، بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی، ان کی شاگردی کی، لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہئے اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا۔ جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو، مفتیان کامل بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس و تدریس میں پورے نہ تھے، مگر خدمت علمائے کرام

میں اکثر حاضر ہوتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا۔ فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے۔ پس اگر شخص مذکور فی السوال خواہ بذات خود خواہ بفیض صحبت علماء کاملین علم کافی رکھتا ہے جو بیان کرتا ہے غالبا صحیح ہوتا ہے۔ اس کی خطا سے اس کا صواب زیادہ ہے تو حرج نہیں اور اگر دونوں وجوہ علم سے عاری ہے۔ صرف بطور خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن وحدیث کا مطلب بیان کرنے پر جرأت کرتا ہے تو یہ سخت اشد کبیرہ ہے اور اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہیں اور نہ اس کا بیان حدیث وقرآن سننے کی اجازت۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اجراکم علی الفتیا اجراکم علی النار

جو شخص فتویٰ دینے میں زیادہ جرأت رکھتا ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے

اور ارشاد فرمایا ﷺ نے:

من قال فی القرآن برایة فاصاب فقد اخطاء

جس نے قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کئے اس نے اگر ٹھیک کہے تو غلط کہے (یعنی غلطی کی)

اور فرماتے ہیں ﷺ :

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبو مقعدہ من النار

جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے، وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(فتاویٰ رضویہ ج23 ص684)

بے عمل عالم اور جاہل:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عالم بے عمل،

جاہل باعمل سے فضیلت میں زیادہ ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: جاہل، عالم کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا جبکہ وہ عالم، عالم دین ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے علم والے اور بے علم (سورۃ الزمر، آیت 9)

جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سو گناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انہیں گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں وہ حصہ خوف وندامت کا رکھتا ہے کہ اسے جلد نجات بخشتا ہے ولہذا حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے۔ اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالیٰ جب چاہے، اسے اٹھا لے گا (واللہ تعالیٰ اعلم)

(فتاویٰ رضویہ جلد 23، ص 686)

علماء کی گستاخی موجب لعنتِ الٰہی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی عالم یا مولوی یا حافظ کو بلاوجہ اور بلاقصور بدنام کرے اور آپ لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے روبرو عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا، لوگوں کی جماعت میں بیٹھ کر اور اپنے آپ کو بہت ذی مرتبہ خیال کرنا اور عالم وغیرہ سب کو برا کلمہ کہنا غرضیکہ ہر شخص کو برا کہنا اور ہر شخص پر اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سخت حرام سخت گناہ اشد کبیرہ۔ عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے۔ اس کی تحقیر معاذ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جناب میں گستاخی موجب لعنت

الٰہی وعذاب الیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ثلثة یستخفف بھقم الا منافق ین النفاق ذوالشیبة فی الاسلام وذوالعلم والامام والمقسط

تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا منافق، ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا علم والا، تیسرا بادشاہ اسلام عادل

اور بلاوجہ شرعی کسی سنی المذہب کو برا کہنا یا اس کی تحقیر کرنا، جائز نہیں کہ اس میں مسلمان کی ناحق ایذا ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا خدا اور رسول کی ایذا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من اذی مسلا فقر اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

ہر ایک کو برا وہی کہے گا جو خود نہایت برا و بدتر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی

مسلمان نہیں ہے ہر ایک پر منہ آنے والا اور نہ بکثرت لوگوں پر لعنت کرنے والا اور نہ بے حیائی کے کام کرنے والا نہ فحش بکنے والا

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لاینبغی علی الناس الاولد بغی والا من عینه عرق منه

لوگوں پر ظلم و تعدی نہ کرے گا مگر حرامی یا وہ جس میں کوئی رگ ولادت زنا کی ہے

رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے۔اس کے لئے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

الیس فی جھنم مثوی المتکبرین

کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا

یعنی ضرور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔(فتاویٰ رضویہ شریف' جلد 23' ص 649)

پانچواں باب:

علماء پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر 1: علماء کنویں کے مینڈک ہیں (معاذ اللہ عزوجل) رٹی رٹائی تقریریں کرنا جانتے ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ دور حاضر کی ضروریات کیا ہیں؟

جواب: اس اعتراض کا پہلا حصہ بہت سخت حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ عالم کی کھلی اور واضح توہین ہے اور عالم کی توہین بوجہ علم دین کفر ہے۔

رہی بات یہ کہ علماء محدود سوچ و تنگ نظر اور معلومات کی کمی کا شکار ہوتے ہیں، یہ بھی بالکل بے بنیاد بات اور غلط نظریہ ہے۔ دراصل یہ اعتراض کرنے والوں کی اکثریت علماء کے ساتھ صحبت سے محروم رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک عالم دین کی وسعت فکر، معاملہ فہمی اور فہم و فراست کو یہ دنیادار چھو بھی نہیں سکتے، اور جہاں تک تعلق ہے رٹی رٹائی تقریر کا تو علماء کرام کو تقریریں رٹنے کی کوئی حاجت نہیں۔ آٹھ دس سال کا عرصہ قرآن و حدیث اور سیرت رسول کریم ﷺ اور دیگر موضوعات علم کی ورق گردانی کرنے والا بھلا تقریریں کیونکر رٹے گا؟ شاید معترض نے ظلم یہ کیا ہے کہ بے چارے نیم خواندہ یا نو واردان میدان خطابت میں سے کسی کو تقریر رٹتا دیکھ کر تمام کے تمام گروہ علماء پر یہ اعتراض تھوپ دیا کہ علماء رٹی رٹائی تقاریر کرنے کے عادی ہیں جبھی معاشرہ سدھار پذیر نہیں ہوتا کہ جو بات دل سے نہ نکلے، وہ اثر کہاں رکھتی ہے۔ خیر ایسے حضرات جنہیں یہ وسوسہ ہو کہ علماء دور جدید سے ہم

آہنگ نہیں وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں علماء دین کی صحبت اختیار کریں، الحمدللہ عزوجل اس دور میں ایسے بہت سے علماء ہیں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں (دنیاوی اعتبار سے) اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اشاعت اسلام میں مصروف عمل ہیں۔ دوسری بات یہ کہ الحمدللہ عزوجل طلباء کے لئے ایسے بہت سے عظیم الشان مدارس/ اکیڈمیز/ کالجز کا قیام عمل میں آ رہا ہے، جہاں علم دین کے نور کے ساتھ ساتھ طلباء کرام دنیاوی تعلیم اعلیٰ معیار کے مطابق حاصل کر رہے ہیں۔

جواب نمبر 2: جو لوگ علماء کرام کو معاذ اللہ عزوجل کنویں کا مینڈک کہہ کر اپنے ایمان کو تباہ کرتے اور لوگوں کو علماء دین اور درحقیقت دین سے بیزار کرتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ پہلے وہ خود کا احتساب کریں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ فزکس، کیمسٹری، انگلش، اکنامکس وغیرہ کے علاوہ انہیں آتا کیا ہے؟ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے مسائل تو ایک طرف ایسوں کی اکثریت غالباً غسل و پاکی کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہوگی۔ ایسے ہی کسی پڑھے لکھے ڈاکٹر صاحب کا واقعہ ایک دوست نے سنایا تھا کہ موصوف ''دعوت اسلامی'' کے مدنی قافلے میں شامل ہوئے، جب دوران درس مبلغ نے استفسار کیا کہ غسل کے فرائض کتنے ہیں؟ کسے معلوم ہیں؟ تو ڈاکٹر صاحب نے بڑے اطمینان سے ہاتھ کو بلند کر دیا۔ پوچھنے پر بڑے اعتماد کے ساتھ جو جواب دیا وہ ایسے اعتراضات کرنے والوں کی ایک بھاری اکثریت کی نمائندگی کر رہا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ غسل میں تین فرض ہیں۔ بالٹی، پانی، تولیہ...... اب آپ بتایئے۔ ساری عمر دنیاوی علوم کی نذر کرنے والے اس انسان کو عمر کے آخری حصہ میں غسل ہی کا طریقہ معلوم نہیں تو دیگر فرائض و واجبات کا کیا عالم ہوگا۔ اس کا قیاس کرنا مشکل نہیں۔ لیکن پھر بھی ایسے لوگ علماء دین پر اعتراضات جڑنے سے باز نہیں رہتے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ میڈیا پر نشر ہونے کے باعث بہت شہرت اختیار کر گیا تھا کہ جس میں ایک بہت بڑے وزیر نے سورہ اخلاص پڑھنے کی بارہا کوشش کی مگر درست نہیں پڑھ پایا۔ اب سوچیں

جو دنیاوی امور میں اس قدر ترقی کر چکا ہو، کہ وزیر بن گیا ہو، وہ کتنا شاطر انسان ہوگا لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس میں اتنی لیاقت بھی نہ ہو کہ وہ سورہ اخلاص جیسی مشہور سورہ ہی تلاوت کر سکے۔ بھلا! ایسے شخص سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے جو صحیفہ خاص اپنے آخری پیغمبر اور محبوب اکبر ﷺ پر اتارا ہے، اسے اس کی ہوا بھی لگی ہو، ہائے افسوس

امید کرتا ہوں کہ میرے قارئین اب ان اعتراض کرنے والوں کی حالت زار کو سمجھ چکے ہوں گے اور انہیں بخوبی اندازہ ہو چکا ہوگا کہ کنویں کے حقیقی مینڈک کون ہیں......؟؟؟

آج لوگوں کی سوچ غلط بن گئی ہے۔ قابلیت وصلاحیت کا معیار تبدیل ہو چکا ہے۔ لوگ پڑھا لکھا اسے سمجھتے ہیں جو انگلش فر فر بول سکے یا جو اکثر چیزوں کی سائنسی لاجک (Logic) بیان کر سکے وغیرہ وغیرہ۔ اسی الٹی سوچ کے سبب کچھ لوگ جب علماء کو دنیاوی تعلیم سے دور دیکھتے ہیں تو ان کے بارے میں اس طرح کی لغویات بکتے ہیں۔ درحقیقت علماء جس علم کے وارث ہیں اس علم کے آگے ہر علم ہیچ ہے۔ اصل پڑھے لکھے تو علماء ہی ہوتے ہیں۔

المیہ یہ ہے کہ ہر داڑھی والے، مئوذن، خادم، امام، خطیب وغیرہ کو کچھ لوگ علماء کے گروہ میں شمار کرتے ہیں۔ اب وہ بے چارے کچھ ایسی حرکت اگر کر دیں جو انکے مطابق تہذیب و اخلاق کے خلاف ہو، یا جہالت پر دلالت کرتی ہو تو ان کا ملبہ یہ سارے کے سارے علماء پر تھوپ دیتے ہیں کہ علماء تو جاہل ہوتے ہیں۔ لہذا عالم اور غیر عالم میں تمیز اور فرق کرنا لازم ہے۔ تہذیب وتمدن اور اخلاق کی جس اعلیٰ منزل پر علماء فائز ہوتے ہیں وہاں ان پڑھے لکھوں کا گزر بھی نہیں۔

اعتراض نمبر 2: علماء تو خود بے عمل ہیں، ہم انکے پاس جا کر کیا کریں؟

جواب: علماء کے عوام پر بے شمار احسانات ہیں۔وہ رات دن عوام کی خیر خواہی کرتے ہیں لیکن لوگ اس چیز کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔رات آنکھوں میں کاٹ کر گزار دینا اور خون جگر سے کتابیں تصنیف کرنا یونہی تبلیغ دین کے لئے سعی وکوشش کرنا، یہ سب عوام کی خیر خواہی اور اصلاح کے لئے نہیں تو پھر کیا ہے؟ آج ہماری سوچ شاید یہ ہے کہ جو کھانا کھلائے، کپڑے پہنائے، وہی عوام کا خیر خواہ ہے لیکن جو عوام کو جہنم کی آگ سے بچائے، انہیں فحاشی سے روکے، انہیں قبر وحشر کی یاد دلائے، وہ خیر خواہ نہیں، حالانکہ بڑا خیر خواہ اور بڑا بھلائی چاہنے والا وہ ہے جو ہمارے لئے صرف اس دنیا کی آسانی وراحت کی کوشش نہیں کر رہا بلکہ اس جہاں کے بعد جو دوسرا جہاں ہے وہاں کے لئے بھی خیر خواہی کر رہا ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ اعتراض کرنے والے ان احسانات کا جواب بے پناہ محبت اور حسن ظن سے دیتے مگر افسوس کہ اس قدر شفقتوں اور مہربانیوں کا جواب جھوٹے اور بے بنیاد اعتراضات سے دیا گیا۔ جہاں کسی مولانا نے کوئی غلطی یا خطا کی تو فوراً اس کو ناقابل معافی مجرم بنا کر اس مولانا کو خوب شرمسار کیا جاتا ہے بلکہ غلطی نہ بھی ہو لیکن اگر کسی مولوی کے بارے میں کوئی بات اڑ جائے تو لوگ فوراً مان لیتے اور یقین کر لیتے ہیں۔تحقیق وحسن ظن کی نوبت بھی گوارا نہیں کرتے۔غور طلب بات یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے کیا دودھ کے دھلے ہوئے ہیں۔مثل مشہور ہے کہ انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آ جاتا ہے۔علماء کی بے عملی کے آگے ان کی بے عملی کتنی بھیانک ہے۔ پھر علماء کے پاس تو اس بے عملی کے ساتھ نہ جانے کتنی حسنات ونیکیاں بھی ہیں ان کے پاس کیا ہے؟

1۔پہلی بات تو یہ ہے کہ لوگوں کی سوچ غلط ہے۔ان کے ہاں بے عملی کی تعریف میں بہت زیادہ افراط پایا جاتا ہے۔ یہاں سمجھ لیا جائے کہ بے عمل سے کیا مراد ہے؟ یاد رکھیں بے عمل سے مراد وہ ہے جو فرائض وواجبات یا سنت موکدہ کا تارک ہو...... یہ نہیں کہ کسی نے

عمامہ نہیں باندھا تو وہ باعمل نہیں یا عالم نے کسی مستحب کو ترک کر دیا تو وہ بے عمل ہے۔ یہاں تک دیکھا گیا کہ عالم نے اگر جوتے پہننے میں پہل سیدھے پاؤں کے بجائے الٹے سے کر دی تو لوگ اسے بھی بے عمل کہہ ڈالتے ہیں۔ اسی طرح کسی کو ہنستا بولتا دیکھ کر بھی اسے بے عمل کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہ علماء کے ساتھ زیادتی و ظلم ہے اور خود اپنے پیر پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔ اس غلط روش کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہت سے بے عمل پل بھر میں باعمل لوگوں کی صفوں میں شامل ہو جائیں گے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بہتیرے علماء الحمدللہ عزوجل باعمل ہیں۔ آپ خود سوچ لیں کہ اگر علماء ہی بے عمل قرار پائیں گے تو باعمل پھر کون ہوگا؟

2۔ دوسری بات یہ کہ لوگ علماء کو کیا سمجھتے ہیں؟ وہ بھی انسان ہیں، نفس و شیطان کے معاملات ان کے ساتھ بھی ہیں۔ یہ تو ان کی روحانیت اور دین کی برکتیں ہیں کہ وہ نفس و شیطان کے اکثر وار ناکام کر دیتے ہیں۔ انہیں معصوم عن الخطاء شمار کرنا یعنی یہ سوچ بنالینا کہ ان سے غلطی و گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ مرتبہ انبیاء و ملائکہ کا ہے۔ اگر کسی عالم سے کوئی خطا یا بھول ہو جائے تو اس کا چرچا کرنے اور پھیلانے کے بجائے ہمیں اسے چھپانا چاہئے۔ اس میں ہماری بھلائی، دین کا فائدہ اور بے شمار ثمرات پوشیدہ ہیں۔

3۔ ظلم یہ ہے کہ کسی عالم/مولوی سے شامت نفس کے باعث کوئی گناہ ہو جائے تو تمام طبقاء علماء کو بے عمل کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے اور اگر اسی قاعدے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر بتائیے کیا بہت سے ڈاکٹر جعلی نہیں ہوتے؟ کیا تمام ڈاکٹروں کو جعلی کہنا درست ہو جائے گا؟ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سارے ڈاکٹر جعلی ڈگریوں کے حامل ہوتے ہیں؟ کیا بہت سے سرکاری افسر رشوت خور نہیں ہوتے؟ تو ہم کہہ سکتے ہیں جو سرکاری افسر ہوگا وہ رشوت خور بھی ہوگا؟ کیا بہت سے امراء بینکوں سے سودی لین دین نہیں کرتے؟ تو پھر یہ کہنا کیونکر غلط ہوگا کہ ہر امیر سود خور ہوتا ہے۔ امید ہے بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہوگی

کہ ایک کی غلطی کا خمیازہ دوسرے پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ جعلی وضمیر فروش ڈاکٹروں کا وبال ایماندار، محنتی، لائق، مخلص اور عوام دوست ڈاکٹروں پر ڈالنا غلط ہے۔ یونہی کرپٹ افسروں کے جرموں کی سزا ایماندار و دیانت دار اور شریف افسروں کو دینا بے انصافی ہے، ظلم ہے۔ اسی طرح علماء کا معاملہ ہے کہ چند لوگوں کی بے عملی کے باعث تمام علماء کو بے عمل کہہ دینا غلط ہے۔ ناانصافی ہے، ظلم ہے اور بے وقوفی وحماقت ہے۔ اگر کسی عالم سے کوئی خطاء' بھول یا بتقاضائے بشریت کوئی گناہ واقع ہوجائے تو اس سے لڑ پڑنے یا اس کا چرچا کرنے اور پھیلانے کے بجائے خاموشی وچشم پوشی سے کام لینا چاہئے۔ یہ بات میں اپنی جانب سے نہیں کہہ رہا بلکہ دیکھئے عالم ربانی امام المتکلمین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عصمت خاصہ انبیاء و ملائکہ ہے۔ اگر احیاناً علماء سے گناہ واقع ہوجائے، ان کی صحبت سے عار اور فضل و بزرگی سے انکار جائز نہیں۔ بلکہ انصاف کریں کہ ان کے گناہ ہمارے گناہوں سے کیا نسبت رکھتے ہیں اور وہ ان معاصی کے ساتھ کس قدر نیکیاں کرتے ہیں۔ ہماری نسل بھر کی عبادت ان کی ساعت کے وعظ و نصیحت کے برابر ہوسکتی ہے یا نہیں۔ یہاں تک کہ اگر منسوب بعلم کسی غرض فاسد خواہ صحیح سے قول مرجوع پر عمل کرے اس پر ہزار لعن و تشنیع کرتے ہیں اور خود صدہا محرمات قطعیہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں نے علماء کو ہدف طعن و تشنیع قرار دیا ہے۔ واہ شاباش! عوض ان احسانات کا کہ عوام پر ہیں' یہی ہے؟

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (سورہ رحمٰن آیت 13)

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی

پر خوب عمل کیا۔ مگر علماء کو چاہئے کہ عوام کی ان حرکتوں سے بددل نہ ہوں کہ سپید

کپڑے پر تھوڑا دھبہ دور سے نظر آتا ہے بلکہ شکر اپنے مولا کا بجالا ویں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے انہیں اس مرتبہ سے نوازا (اصلاح عقائد و اعمال' ص 64 'مطبوعہ ضیاء اکیڈمی کراچی)

اعتراض نمبر 3: علماء مغرور ہوتے ہیں۔ وہ سنتے نہیں ہیں، بس سنانا جانتے ہیں۔ ان کے ہر کام میں فرق ہے۔ چلنے میں فرق، اٹھنے بیٹھنے میں فرق، وہ صرف دور حاضر پر تنقید کرنا جانتے ہیں اور ماضی کی مدح سرائی۔

جواب: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب انسان تنقید کی نظر سے کسی کو دیکھتا ہے تو اسے اس شخص کا ہر عمل ہی برا اور غلط معلوم ہوتا ہے۔ صحیح فرمایا ہے حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے کہ دشمن کی نظر میں ہنر بھی عیب ہوجاتے ہیں۔ دین بیزار طبقہ علماء سے الرجک ہوتا ہے۔ اسے علماء کے ہر ہر عمل میں معاذ اللہ عیب نظر آتے ہیں۔ اب دیکھئے اوپر جو اعتراض ہے کہ علماء مغرور ہوتے ہیں...... سوچنے کی بات یہ ہے کہ غرور کا تعلق تو دل سے ہے، کسی کے متعلق یہ حکم لگا دینا کہ وہ مغرور ہے، یہ غلط ہے۔ کیونکہ دل کا حال یا تو وہ بندہ جانتا ہے یا اللہ عزوجل جانتا ہے۔ تیسرا جو بندہ اعتراض کرنے والا ہے، اسے دل کے حال کی کیا خبر...... اب اگر یہ کہا جائے کہ علماء کے عمل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مغرور ہیں تو ہم پوچھیں گے کہ وہ اعمال کیا ہیں؟ تو جواب شاید یہ ہو کہ:

1۔ علماء ملاقات نہیں کرتے، 2۔ ہمیں وقت نہیں دیتے، 3۔ ہماری دعوت میں نہیں آتے، 4۔ میرے والد کی نیاز میں نہیں آئے، 5۔ مجھے/کسی کو سلام تک نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ

اس لحاظ سے ان کا یہ ماننا ہے کہ جو گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کرے، دن رات، جس وقت

جب یہ مابدولت چاہیں، ان سے ملاقات کرے، ان کی ہر دعوت میں سر کے بل حاضر ہوجائے اور پورے محلے کو سلام کرتا ہے، وہ انتہائی ''عاجزی'' والا ہے۔

ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمیں علماء کے منصب کا خیال کرنا چاہئے۔ ان کی ذمہ داریوں اور مصروفیات کو سمجھنا چاہئے۔ ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ بہت فارغ ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ عائلی و معاشرتی مشاغل کے ساتھ ساتھ دینی مصروفیات کا بہت بار ان کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ جس وقت ہم فارغ ہوں، اس وقت وہ عالم صاحب بھی فارغ ہوں۔ کوئی مدرس ہے تو اسے صبح کے درس کی تیاری کرنی ہے۔ کوئی خطیب ہے تو اسے مطالعہ کرنا ہے' کوئی تصنیف کا عمل سرانجام دے رہا ہے تو وہ اپنے قلم و قرطاس کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ الغرض ہر ایک اپنی جگہ مصروف اور وقت کا درست استعمال کر رہا ہوتا ہے۔ ان سے یہ شکوہ کرنا کہ انہوں نے وقت نہیں دیا تو وہ مغرور ہیں، یہ ظلم و زیادتی ہے۔ ہمیں تو حسن ظن رکھنا چاہئے اور انہیں اپنا ملازم سمجھنے کے بجائے ان کے آرام و معمولات کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر یہ اچھی سوچ بن گئی تو پھر اس وسوسے کی کاٹ خود بخود ہوجائے گی اور آئندہ بھی اگر کوئی عالم دعوت میں تشریف نہ لائے یا وقت نہ دیا تو وسوسہ نہیں آئے گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

جواب 2: معاملہ برعکس ہے جو علماء کو مغرور کہتے ہیں۔ ان کی اکثریت غرور کا شکار ہوتی ہے جبکہ علماء انتہائی منکسر المزاج اور متواضع ہوتے ہیں۔ ہم اپنے دعویٰ کو ابھی ثابت کئے دیتے ہیں۔ آپ عالم کا موازنہ کسی بھی شعبہ/محکمہ کے بڑے افسر کے ساتھ کر کے دیکھ لیں۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا۔ کوئی بڑا پولیس افسر ہو، مثلاً آئی جی کراچی ہو تو کیا اس سے ملاقات کے لئے دھکے نہیں کھانے پڑتے، سفارشیں نہیں کرانی ہوتیں؟ یا جب جی چاہے جو چاہے، منہ اٹھا کر چلا جاتا ہے اور جتنا چاہے بیٹھتا ہے؟ اسی طرح دیگر افسروں کی مثال لے لیں۔ لیکن ان لوگوں پر کوئی اعتراض نہیں کرتا، نہ کوئی بدگمانی کا شکار ہوتا ہے۔ اور

علماء کو مغرور کہا جاتا ہے حالانکہ چند ایک لوگوں کے علاوہ (ان کی بھی مجبوریاں ہوں گی) علماء سے ملنا بھی آسان ہے اور ان سے گفتگو کرنا بھی۔ اگر یہ سوچ بن جائے کہ عالم اپنے رتبہ کے اعتبار سے جس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں وہاں دنیاوی افسر اور کاروباری لوگوں کا گزر بھی نہیں تو پھر انسان مطمئن ہو جائے گا کہ میں کہاں اور کہاں میرا غریب خانہ، اگر عالم صاحب نے کرم فرما دیا تو ان کی مہربانی ورنہ وہ اس وقت اس سے اہم کام میں مشغول ہوں گے۔ نیز اس بھونڈے اعتراض میں بھی جان نہیں رہے گی کہ عالم صاحب مجھے سلام نہیں کرتے۔ وہ خود دوڑ کر پہلے سلام کرنے کو اپنی عزت وشرف کا باعث جانے گا۔ کیا کبھی دیکھا کہ کسی اپنے سے بڑے کے سلام میں پہل نہ کرنے پر کسی نے اعتراض کیا ہو۔ بیٹا اگر کہے مجھے میرے والد نے سلام نہیں کیا' شاگرد کہے کہ استاد مجھے سلام نہیں کرتے اسی طرح کوئی عام فوجی یہ کہے کہ مجھے آرمی چیف نے سلام نہیں کیا یا کوئی MNA یہ کہے کہ مجھے وزیراعظم نے سلام نہیں کیا...... تو اس کے لئے آپ کے پاس کیا جواب ہوگا؟ اس قسم کے اعتراض کرنے والوں کا یہی جواب ہے۔

علماء کا مغرور ہونا عقل کے بھی خلاف ہے۔ وہ اس طرح کہ عالم ہوتا ہے نائب رسول ﷺ اور وہ عامل ہوتا ہے۔ پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کا، اب آپ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں وہاں تو ملنساری ہے، شفقت ہے، کسر نفسی ہے، غرور وتکبر کے گمان کی بھی اس عظیم بارگاہ کے متعلق گنجائش نہیں۔ اب بتائیں جن کے پیش نظر حضور ﷺ کا اسوۂ پاک ہو، کیا وہ مغرور ہوں گے؟

امید ہے کہ وسوسہ کی کاٹ ہوگئی ہوگی۔ اور جہاں تک تعلق ہے علماء کے انداز واطوار کے فرق کا تو محبت کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ کو ان کی اداؤں سے پیار ہو جائے گا کہ وہ ہوتی ہی اتنی پیاری ہیں۔ وقار واطمینان اور سکون کی جو کیفیت ان پر طاری ہوتی ہے، اس کا تصور بھی غیر عالم کے لئے مشکل ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل انداز زندگی تو علماء کا ہی ہے

باقی تو سب یونہی ہے۔

اعتراض نمبر 4: آج کل علماء رہے کہاں...... وہ جن کے بارے میں فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ مزاروں میں چلے گئے۔

جواب: یہ بھی شیطان کا ایک بے حد خطرناک وار ہے جس کے ذریعہ اس نے بے شمار لوگوں کو علماء کی محبت و برکات سے محروم کر دیا۔ لیکن ذرا سی توجہ اور غور و فکر سے اس وسوسہ سے بھی نجات مل سکتی ہے۔ سب سے پہلے تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اسلاف جیسے کردار کے حامل خال خال ہیں مگر اس کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ صلحاء و علماء موجود ہی نہیں۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ جوں جوں ہم زمانۂ نبی ﷺ سے دور ہو رہے ہیں، اسی لحاظ سے دین تنزلی کا شکار ہو رہا ہے۔ اب ہمیں بھی اپنے معیار کو نیچے لانا ہوگا۔ آج کے علماء آج کے دور کے حساب سے ہیں اور یہ دور تو قرب قیامت کا دور ہے جس نے اس زمانہ میں فرائض و واجبات پر عمل کیا اور محرمات (حرام کاموں) سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا گویا اس نے نجات پائی اور وہ پچھلے ادوار کے بڑے بڑے کاملین کے درجہ کو پہنچ گیا۔

الغرض ہمارا کہنا یہ ہے کہ موجودہ دور کے علماء اپنے دور کے حساب سے بہت اعلیٰ کردار اور روشن سیرت کے حامل ہیں۔ ان پر طنز کے بجائے ان کے ادب کی طرف ذہن کو مرکوز کرنا چاہئے، ورنہ ہم محروم رہ جائیں گے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ عقیدت بہرصورت فائدہ دیتی ہے، چاہے سامنے والا خالی ہو۔

جواب 2: اگر اسلاف کے علمی کارناموں کو دیکھتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ علماء رہے کہاں...... تو پھر عرض یہ ہے کہ علماء تو کام کرنے والے پہلے کی طرح ہی ہیں مگر عوام تبدیل ہوگئی ہے۔ پہلے کے دور کے لوگ دین کے ساتھ جو تعلق رکھتے تھے، آج وہ ناپید ہے۔ آج عوام کو اشاعت اسلام کی کوئی خاص پرواہ نہیں۔ گنتی کے چند لوگوں کے علاوہ اکثریت لہو

لعب میں مبتلا ہے۔علماء کی حوصلہ افزائی اور تعاون بہت کم رہ گیا۔یہی وجہ ہے علمی کاموں میں کمی آ گئی۔آج بھی صاحبان قلم کی الماریاں مسودات سے بھری ہوئی ہیں اور صاحبان ثروت کو پکار رہی ہیں مگر ان کے کان ہیں جو سنتے ہی نہیں۔تو پھر بھلا عملی کام ہو تو کیسے ہو......؟ آج تصنیف کرنے سے پہلے اس کی اشاعت کے مرحلہ کا تصور ہی ذہن پر یوں چھا جاتا ہے کہ قلم چلتا ہی نہیں۔اگر لوگ اس طرف توجہ کریں اور حصول علم دین کا ذوق وشوق عام ہو جائے تو علماء یقیناً اچھا اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ لٹریچر تیار کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور وہ ایسا کریں گے بھی...... ہم اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکایت پیش کرتے ہیں جو اس اعتراض کو دفن کریں گی۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی......حضور! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو بڑی فتوحات ہوئی تھیں مگر آپ کے زمانے میں ہم ایسی فتوحات نہیں دیکھتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہم لوگ تھے جو انہیں مشورہ دیتے تھے، جس کے باعث فتوحات کا سلسلہ جاری تھا اور میرے ساتھ تم ہو جس کا نتیجہ یہ ہے۔

(عقل منداں را اشارہ کافی است، ترجمہ: عقل مند آدمی کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے)

اعتراض نمبر 5: ہم زیادہ باریکی میں نہیں جانا چاہتے...... (اللہ عزوجل بڑا غفور رحیم ہے) مولوی حضرات نے دین مشکل کر دیا ہے ورنہ دین تو بڑا آسان تھا۔مولوی حضرات ہر وقت ڈراتے رہتے ہیں...... قبر سے، جہنم سے، موت سے، اللہ تعالیٰ سے، انہیں اللہ عزوجل کی رحمت کیوں نظر نہیں آتی؟ وہ اس پر بیان کیوں نہیں کرتے؟

جواب: بے شک اللہ عزوجل بڑا غفور ورحیم ہے۔اس کے رحمت کے سمندروں کی کوئی انتہا نہیں۔اس کی رحمت سے امید رکھنا ہم سب پر ضروری اور لازم ہے جبکہ اس کی رحمت سے مایوسی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشے گا ہی نہیں، یہ تو بہت برا عمل ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

ترجمہ: لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں کیونکہ جس نے اپنے گناہ کو بڑا سمجھا، اس نے رب کریم کی رحمت کو چھوٹا جانا۔گناہ اگرچہ کس قدر کیوں نہ ہوں، اس کی رحمت کے آگے کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

لیکن ان تمام باتوں کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اللہ تعالی کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے گناہوں میں مبتلا ہوجائے یا عبادت کو ترک کردے اور یوں کہتا پھرے کہ اللہ کو ہماری عبادت کیا ضرورت، وہ تو بے نیاز ہے لہذا ہم عبادت نہ بھی کریں تو کیا فرق پڑتا ہے۔وہ تو ہمیں ایسے ہی بخش دے گا۔مذکورہ اعتراض بھی کچھ اس نوعیت کا ہے، آج دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صبح وشام گناہوں میں مست ہیں۔جب انہیں علماء نیکی کا حکم کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتا ہے کہ اللہ بڑا کریم ورحیم ہے، گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کی رحمت کا علم صرف انہیں کو ہے، علماء کو معاذ اللہ! اللہ کی رحمت کے متعلق کچھ علم نہیں۔میں اپنا مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ایک صاحب کو بتایا گیا کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، تو وہ فورا کہنے لگے کہ مجھے مت بتانا کہ اگر مجھے پتہ لگ گیا تو میرے لئے ان سے بچنا ضروری ہوجائے گا ان باتوں کے علم کی وجہ سے میری نماز نہیں ہوگی، کم از کم ابھی میری نماز تو ہوجاتی ہے۔اب سوچیں کہ دین سے دوری آج ہمیں کہاں لے آئی ہے۔

یاد رکھیں جہاں اللہ رحمن ورحیم ہے، وہیں وہ قہار وجبار بھی ہے اور اس کی پکڑ بھی بہت شدید ہے۔ہماری عافیت وسلامتی اسی میں ہے کہ ہم اس کے احکامات پر عمل کرتے رہیں

اوراس کی منع کردہ باتوں سے دور رہیں۔

ایک صاحب نماز نہیں پڑھتے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ نماز شروع کردیں تو وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے وہ تو مجھے یوں ہی بخش دے گا۔

یاد رکھیں اللہ عزوجل کی رحمت کو بنیاد بنا کر گناہوں میں مشغول ہونا یا عبادات کو ترک کردینا سراسر جہالت اور بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ انسان نیکیوں اور عبادت میں مشغول رہے، ساتھ ہی ساتھ اللہ عزوجل سے ڈرتا بھی رہے کہ کیا خبر یہ قبول ہوں گی بھی یا نہیں اور اللہ عزوجل سے امید بھی رکھے کہ وہ ضرور انہیں اپنی رحمت سے قبول فرمائے گا۔ مومن ان دو حالتوں میں رہتا ہے کہ کبھی خوف کا غلبہ، کبھی امن کا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بڑا مشہور ہے کہ اگر یہ اعلان ہوجائے کہ سب لوگ جنتی ہیں سوائے ایک شخص کے تو میں گمان کروں گا کہ وہ شخص میں ہوں اور اگر یہ اعلان ہوجائے کہ ساری جہنمی ہیں سوائے ایک کے تو میں گمان کروں گا کہ وہ میں ہوں۔

لوگ علماء سے یہ چاہتے ہیں کہ علماء انہیں گناہوں سے نہ روکیں، بلکہ اللہ کی رحمت کا بیان یوں کریں کہ انہیں تسلی و ڈھارس رہے کہ ہم چاہے جو کرتے رہیں، جنت ہمارا ٹھکانہ ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے قبر و آخرت کا بیان نیز اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے ڈرانا ہی ان کی غفلت کا علاج ہے ورنہ رحمت کے بیان سے تو وہ مزید سستی کا شکار ہوجائیں گے۔

عقل مند اور بے وقوف کون؟

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عقل مند وہ ہے، جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے لئے تیاری کرے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور (اس کے باوجود) اللہ سے (اچھی) امیدیں لگائے رکھے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔کوئی حماقت اس سے بڑھ کر نہ ہوگی کہ انسان دوزخ کا بیج بوئے اور جنت کی فصل کاٹنے کی امید رکھے۔کام عاصیوں والے اور مقام نیکیوں والا تلاش کرے۔(کیمائے سعادت،744)

ان اعتراض کرنے والوں کو علماء کا احسان ماننا چاہئے کہ وہ انہیں آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔یہ اعتراضات کرنے والے غور کیوں نہیں کرتے کہ اگر یہی بات ہے کہ گناہ کرتے رہو، اللہ بخش دے گا تو پھر جو بعض کلمہ گو حضرات کا احادیث سے عذاب ہونا ثابت ہے، وہ کیوں ہے؟ آخر انہیں اللہ کی رحمت نے کیوں نہ بخشا؟ یاد رکھیں اللہ کریم ہے، چاہے تو ساری زندگی گناہ کرنے والے کو بخش دے اور وہ قہار ہے، چاہے تو وہ ساری زندگی عبادت کرنے والوں کو کسی گناہ پر پکڑ لے۔ہاں اس نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا کہ نیکوں کو انعامات دے گا اور گناہ گاروں کو چاہے گا تو بخش دے گا اور چاہے تو عذاب دے گا۔ ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، ہمیں اس کی خبر نہیں۔

اسی طرح وہ لوگ جو اللہ عزوجل کی رحمت کی آس لگا کر گناہوں میں مشغول ہیں، انہیں علمائے دین سے دشمنی اور ان پر اعتراضات کرنے کے بجائے صحابہ کرام و اولیائے امت کی مبارک زندگیوں پر نظر کرنی چاہئے کہ وہ اللہ عزوجل کی رحمت کا کامل علم رکھنے والے تھے لیکن ان کے شب و روز کا کیا عالم تھا...... نہ وہاں عبادت سے سستی تھی نہ معاذ اللہ گناہوں کی گندگی بلکہ وہاں عبادت میں محنت تھی اور اللہ عزوجل کا خوف اور امید دونوں ایک ساتھ پائے جاتے تھے۔

جواب 2: ایک تو فرض علوم تک سے لوگ غافل ہیں۔ دوسرا وہ سیکھنا بھی نہیں چاہتے۔شیطان نے ایک جملہ رٹا دیا کہ دین بڑا آسان ہے۔اس کا مطلب یہ لے لیا کہ اب نماز سیکھنے کی غسل و وضو کے مسائل وغیرہ جاننے کی کوئی حاجت نہیں۔دین بڑا آسان ہے، ہم باریکی میں نہیں جانا چاہتے۔خبردار اسی طرح نمازیں اور دیگر اعمال برباد ہوتے

ہیں۔ اللہ نے جس طرح نماز پڑھنا فرض کیا ہے نماز اسی طرح پڑھیں۔ یہ نہیں کہ اسے باریکی کہہ کر اپنی جان چھڑالیں۔ دین واقعی آسان ہے، مطلب یہ ہے کہ دین کا کوئی امراور کوئی نہی ایسی نہیں کہ جس پر عمل انسان کی طاقت سے باہر ہو۔

جواب 3: ہم زیادہ باریکی میں نہیں جانا چاہتے، کا نعرہ لگانے والے درحقیقت اسلام پر عمل کرنے سے کترانا چاہتے ہیں۔ دین تو واقعی بڑا آسان ہے' انہیں مشکل تو اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پر عمل کرنا ہی نہیں چاہتے۔ علماء نے دین مشکل نہیں کر دیا' انہوں نے تو دین پر عمل کی دعوت دی ہے اور اس کا طریقہ بتایا ہے۔ دل میں اسلامی احکامات پر عمل کا جذبہ اگر موجود ہو تو دین جنہیں مشکل لگتا ہے' انہیں آسان لگے گا۔ انہیں یہ کیوں احساس نہیں ہوتا کہ جو دین انہیں مشکل لگ رہا ہے' اس پر علماء اور لاکھوں کروڑوں لوگ بھی تو عمل پیرا ہیں۔ شاید اس طعنے کی آڑ میں وہ دین سے دور بھاگنا چاہتے ہیں اور علم اس لئے حاصل نہیں کرتے تا کہ انہیں عمل نہ کرنا پڑے۔

اعتراض 6: علماء درست تبلیغ نہیں کر رہے، نماز پڑھ لو، روزہ رکھ لو وغیرہ۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ حقوق العباد ادا کرو، خوشیاں بانٹو وغیرہ

جواب: اعتراض کرنے والے کو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ علماء دین کے ہر پہلو و شعبہ پر تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ وہ صرف نماز ہی سکھاتے ہیں، درست نہیں اور دوسری بات یہ کہ یہ دور دینی اعتبار سے جہالت کا دور ہے۔ علماء کو جو سامع ملتے ہیں، وہ اکثر دینی تعلیم سے نابلد ہوتے ہیں لہذا علماء انہیں زیادہ تر فرائض کی تعلیم دیتے ہیں۔ جن سے متعلق آخرت میں پوچھ گچھ کا سامنا ہوگا۔ ایک تو لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اگر ہو بھی جائیں تو انہیں نفلی باتیں اور مستحب امور کی تعلیم دینا کہاں کی دانش مندی ہے؟ کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ علماء دیگر امور پر توجہ نہیں دیتے۔ دیگر

امور پر بھی خطابات وتصانیف موجود ہیں مگر نماز وغیرہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے عام کرنے کی کوشش ضروری ولازمی ہے۔

جواب 2: اعتراض کرنے والے نے غالباً نماز کی اہمیت سے چشم پوشی کی ہے، یا وہ بے چارہ نماز وغیرہ کی اہمیت سے واقف ہی نہیں۔ حضور انور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور یہ بگڑی تو سبھی بگڑ جائیں گے (المعجم الاوسط)

اس کے علاوہ بے شمار آیات واحادیث نماز کی فضیلت بلکہ افضلیت پر موجود ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ فلاں چیز کی تبلیغ نہیں کی جارہی، غلط ہے۔ ذرا علماء کے قریب جائیں اور ازسرنو جائزہ لیں۔ امید ہے کہ محبت وانصاف کی نظر سے اگر آپ نے جائزہ لیا تو اعتراض کا بادل چھٹ جائے گا اور مطلع صاف ہوگا۔

اعتراض 7: مولوی حضرات پرانے خیالات کے ہوتے ہیں۔ عورتوں سے الرجک، حالانکہ آج کے زمانے میں عورت ومرد ترقی کے دو پہیئے ہیں۔ علماء ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ اگر ہم دنیاوی علوم حاصل ہی نہ کریں جس طرح کہ علماء کی خواہش ہے تو ہم ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔

جواب: یہ تو متشرقین کا اہل اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہے جسے عہد حاضر کی مادر پدر آزاد خواتین نے بہت عام کیا کہ اسلام نے عورت کو ترقی سے پیچھے کردیا جبکہ دیگر مذاہب نے عورت کو آزادی ہے۔ کاش کہ انصاف کی نظر سے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جاتا تو یہ وسوسہ کبھی دلوں میں جڑ نہ پکڑتا کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عورت کو جو آزادی اسلام نے دی،

وہ کسی مذہب نے نہیں دی۔عورت کو جو تحفظ اسلام کے رحمت بھرے سائے میں حاصل ہے، وہ کہیں میسر نہیں۔دنیا یہ کیوں نہیں دیکھتی کہ وہ عورت جسے باعث شرم و عار سمجھ کر زمین میں دفن کیا جارہا تھا۔اسلام نے اسے کن کن رفعتوں سے سرفراز فرمایا۔عورت چاہے ماں کے روپ میں ہو یا بہن بیٹی کے یا پھر بیوی کے روپ میں اسلام نے جو حقوق جو عزتیں اسے دیں، وہ کہیں نہیں مل سکتی۔اگر ماں کے روپ میں ہے تو عظمتوں کے کیا کہنے۔محبت وشفقت کی ایک نظر پر ہی حج کا ثواب کا مژدۂ جانفزاں سنادیا۔ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔یہ کوئی اور مذہب ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔الغرض ماں کو وہ عظمت دی کہ اس کی خدمت پر جنت کی نوید سنادی۔اگر بہن یا بیٹی کے روپ میں ہے تو اس کی اچھی پرورش پر جنت بلکہ جنت میں نبی رحمت ﷺ کے پڑوس کی بشارت عطا کردی اور اگر بیوی کے روپ میں ہے تو یہ اسلام ہی ہے جس نے مرد کو عورت کا کفیل اور محافظ بنا کر عورت کو معاش کے حصول کی دوڑ دھوپ اور زمانہ کی میلی نگاہوں سے بچا کر گھر کی چار دیواری کا تحفظ اور سکون عطا کردیا الغرض عورت کو جو حقوق اسلام نے دیئے، وہ کہیں نہیں ملتے۔

جواب 2: عورت و مرد ترقی کے دو پہیے ہیں۔یہ جملہ غلط نہیں، واقعی عورت و مرد ترقی کے دو پہیے ہیں لیکن یہ جو عورت ہے اس کے کردار کو سمجھنا ہے اس کا کردار یہ ہے کہ مرد کو اس قابل بنائے اور اسے ایسے مواقع فراہم کرے کہ وہ ترقی کا زینہ طے کرسکے۔ایک عورت ماں ہونے کے اعتبار سے مرد کی بہترین پرورش کرے، اسے اچھے اخلاق اور وسیع سوچ کی تعلیم دے۔اس کی اسلامی خطوط پر پرورش کرے۔یہ اس کا مرد کی ترقی میں حصہ نہیں تو کیا ہے؟ یہی تو مرد کی ترقی کی خشت اول ہے۔اسی طرح عورت بیوی ہونے کے اعتبار سے بھی مرد کی ترقی میں شامل ہے۔وہ یوں کہ خاندانی و عائلی مسائل میں جتنا ہوسکے، مرد کو مواقع فراہم کرے کہ وہ اپنی ترقی کی منازل عبور کرتا رہے۔ایک اچھی بیوی وہی ہے جو بچوں کی بہترین پرورش کرے، مرد کو حوصلہ دے، خاندان کے مسائل نمٹائے، کسی قسم کی شکایت

پیدا نہ ہونے دے۔ شوہر سے شکوہ وشکایت کم سے کم کرے۔ اگر بیوی ایسی ہو تو بہت مشکل ہے کہ شوہر ترقی نہ کرے۔ اس اعتبار سے مرد و عورت ترقی کے دو پہیئے ہیں لیکن آج جدید تعلیم یافتہ لوگ عورت کو چار دیواری سے کھینچ کر بازار میں لانا چاہتے ہیں۔ ترقی کا نعرہ لگا کر عورت کی عصمت کی رداء کو تار تار کرنا چاہتے ہیں۔ عورت کو بے پردہ کرنے کے پیچھے ان آزاد خیال لوگوں کی ہوس کا بھی دخل ہے۔ بے پردگی کی آڑ میں وہ عورت تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ قابل افسوس امر یہ ہے کہ عورت ان بے وقوفوں کو اپنا ہمدرد خیال کرتی ہے۔ درحقیقت یہ اس کے ہمدرد نہیں، کیا آج یورپ کا حال نظر نہیں آتا جہاں عورت نے چادر کو اتار پھینکا ہے تو وہاں عورت کی کیا عزت و وقعت رہ گئی ہے؟ زیادہ دور نہ جائیں اپنے معاشرے ہی میں نظر کرلیں کہ وہ عورت جو بن سنور کر نکلتی ہے، کتنی بھوکی نظروں کا شکار رہتی ہے...... آوازیں اسی پر کسی جاتی ہیں ارجو پردہ کے زیور سے آراستہ ہو کر نکلتی ہے، لوگ اسے دیکھ کر آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ اس خیال سے کہ شریف عورت ہے۔ اب بتایئے عورت کی عظمت پردہ ہے یا نہیں...... پھر علماء پر اعتراض کیونکر ہوسکتا ہے؟ علماء نے اگر اپنے طور پر پردہ کا حکم دیا ہو تو اعتراض بھی بجا ہے۔ یہ حکم دینے والا تو خالق کائنات ہے۔ علماء تو اس رب العالمین کے فرمان کو عام کرنے والے ہیں۔ یہ اچھی منطق ہے کہ حکم اگر طبعیت اور نفس کے موافق نہ ہو تو علماء ہی کو موردالزام ٹھہرا دیا جائے۔ دیکھئے ارشاد ہوتا ہے......

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (سورہ نور، آیت 30)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (سورہ نور، آیت 31)

ہمیں حیرت ہے اس عورت پر جسے چہرہ کھول کر نہ جانے کون سا سکون وطمانیت ملتی ہے۔ عجیب ترین بات تو یہ ہے کہ عورت میں بعض ایسی بھی ہیں جو برقع تو لیتی ہیں مگر چہرہ کھلا

چھوڑ دیتی ہیں۔ان بے پردہ خواتین کی آج وہ عزت نہیں ہے جو پردہ دار خاتون کی ہے، علماء خیر خواہ ہیں اور حریص ہیں اس بات کے کہ اللہ کی فرمانبرداری عام ہوجائے اور اللہ کی مخلوق اللہ کے حکم پر عمل کرے اور اسی میں عورت کی بھلائی ہے لیکن اپنے محسن کے احسان کا بدلہ یوں دیا کہ معاذ اللہ! اسے کہہ دیا کہ وہ عورتوں سے الرجک ہے۔

اگر ترقی اس کا نام ہے، خوف و خطر اللہ کی نافرمانی ہو۔عورت دوپٹے کو اتار پھینکے وغیرہ وغیرہ تو یقیناً علماء اس کے مخالف ہیں جہاں تک سوال ہے جائز ترقی کا تو یاد رکھیں:

علماء کسی بھی طور پر جائز ترقی کے مخالف نہیں۔ہاں اللہ عزوجل کی نافرمانی سے جو ترقی حاصل ہو، علماء اسے ترقی نہیں تنزلی قرار دیتے ہیں اور جہاں تک تعلق ہے دنیاوی علوم کی تحصیل کا تو یہ بھی علماء کے خلاف پروپیگنڈہ ہے۔ہم بڑی ذمہ داری سے لکھ رہے ہیں علماء دنیاوی تعلیم کے خلاف نہیں۔مثال سائنس کی لیں علماء سائنس کے مخالف نہیں۔ہاں اسلام کو سائنس کے تابع مان کر پڑھنے کے ضرور مخالف ہیں یعنی جہاں اسلام و سائنس کے نظریات ٹکرا جائیں وہاں ترجیح اسلام کو دی جائے اور یہ یقین رکھا جائے کہ سائنس آج نہیں تو کل اس کی قائل ہوجائے گی۔اسی طرح دیگر علوم کا معاملہ ہے۔بہتر و مناسب محسوس ہوتا ہے کہ جدید علوم کے اعتبار سے ہم حکم واضح کردیں یاد رکھیں دنیاوی تعلیم کا حصول امر مباح یعنی ایسا کام ہے جس کے کرنے پر نہ تو ثواب ہے، نہ چھوڑنے پر کوئی گناہ یا عذاب۔

لیکن یہ قاعدہ ہے کہ امر مباح اچھی نیت سے ثواب میں داخل ہوجاتا ہے۔لہذا اگر اچھی نیت سے دنیاوی تعلیم کا حصول ہے مثلاً گھر والوں کی کفالت، دین کے کاموں میں اچھی معیشت کے ذریعے تعاون وغیرہ وغیرہ تو یہ ایک اچھا عمل ہے۔دنیاوی علوم حاصل کریں ضرور کریں مگر اس طرح نہیں کہ دینی علوم کا ہوش ہی نہ رہے۔کم از کم فرض علوم تو ہر صورت حاصل کرنے رہنا چاہیے۔اللہ عزوجل ہمیں اعتدال کا راستہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اغیار کے دھوکے سے محفوظ رکھے۔

اعتراض 8: مولوی صاحب کے پاس اتنی دولت کیسے آ گئی...... ارے فلاں مولوی صاحب نے تو بنگلہ بنالیا ہے۔ بھائی مولوی ہوکر کار میں گھومتے ہیں...... اپنے بیٹے کی شادی میں لاکھوں روپے لگائے، ایک مسجد کے امام کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آ گئے؟

جواب: آج لوگوں کو کسی طور چین نہیں علماء نادار ہوں تو مطعون، صاحب ثروت ہوں تو زیر عتاب...... ایک عالم اگر اپنی مہارت، محنت، تقدیر اور حسن تدبیر سے اگر کچھ مال و دولت اکھٹی کر لے تو نہ جانے کیوں سب کی آنکھ میں کھٹکتا ہے؟ اگر علماء اپنے معتقدین سے نذرانہ قبول کر لیں تو اس میں ان پر طعن کرنے کا کوئی پہلو اور جواز نہیں۔ آج لوگوں کا حال عجیب ہے۔ وہ علماء کو غریب اور تنگی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پیوند زدہ کپڑے والوں کو بکمال اور خوش پوشوں کو مشکوک خیال کرتے ہیں۔ فنکاروں اور اداکاروں کو نوازا جاتا ہے۔ ان کے بنگلے، ان کی کاریں کسی کو نظر نہیں آتیں نہ کوئی زبان دراز کرتا ہے۔ بے ڈھنگے نعت خوانوں پر نوٹ برسائے جاتے ہیں۔ ان کے قیمتی لباس اور رہن سہن سب کو قبول، بلکہ اس پر پیسہ لٹانا اس کا حق جب کہ عالم کی خدمت کرتے جان نکل جاتی ہے۔ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو اپنے یہاں محفل میں ہر نعت خواں کو ہزاروں جبکہ عالم دین کو جو کہ کسی بھی نعت خواں سے زیادہ وقت دیتا ہے، اسے ہزار روپے دے کر چلتا کر دیتے ہیں۔ بعض تو صرف ''جزاک اللہ'' کہہ کر رخصت کر دیتے ہیں۔ لوگوں کے اس دوہرے معیار پر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز کچھ یوں روشنی ڈالتے ہیں:

ہمارے دور میں امام و خطیب (علماء وغیرہ) کے لئے ضروری قرار پایا ہے کہ وہ مسجد کی تنخواہ اور محلہ کے مُردوں کی روحوں کو ایصال ثواب کی خاطر دیئے جانے والے کھانے پر گزر بسر کر کے اپنی سادگی اور قناعت کی مثال قائم کرے۔ کس قدر ظلم و ناانصافی ہے کہ وہ بچہ جس

کے والدین نے ناز و نعم کے ساتھ اسے پالا پوسا اور ڈاکٹر بنایا۔ وہ تو ڈگری پاتے ہی کلینک کھول کر لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دے اور اس کے اہل خانہ اس پر خوش ہوں اور ہل من مزید کے امیدوار ہوں اور اس کا مال کمانے کے سلسلہ میں ہر عمل و حربہ جائز ہو اور معاشرہ بھی اسے ایک معزز مقام دینے کو تیار ہو، مگر ایک وہ بچہ جس نے غربت و افلاس کے عالم میں مدرسہ میں تعلیم پائی ہو اور مدرسہ کی روکھی سوکھی کھا کر اور اموال صدقات و زکوٰۃ پر گزارہ کیا اور اپنی جوانی گلائی ہو وہ جب کسی محلہ کا امام ہو جائے اور پھر امامت کے ساتھ ساتھ وہ کوئی کاروبار یا جائز ذریعہ معاش اختیار کرلے تو وہ لوگوں کی نظر میں کھٹکنے لگے۔

(امام و خطیب کی شرعی و معاشرتی حیثیت، ص 91)

اے کاش! آج ہم سب مل کر علماء کی خدمت کریں اور انہیں فارغ البال اور خوشحال کرنے کی فکر کریں۔ یقیناً یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کہ عالم دین اور وہ عالم دین جس نے زندگی کا ایک بڑا حصہ خدمت دین میں صرف کر دیا۔ ایسے مکان میں رہے جہاں نہ وہ خود سکون میں ہو نہ مہمانوں کو بٹھانے کے لئے کوئی کمرہ ہو تو پھر سوچئے کہ لوگ اپنے بچوں کو علم دین کی طرف کیسے راغب کریں گے جبکہ ایک چھوٹا افسر بھی فینسی گھر میں بظاہر عیش و عشرت کی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ شرم کی بات ان لوگوں کے لئے ہے جو علماء کو خوشحال دیکھ کر خوش ہونے کے بجائے ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنے دین کے علماء کے متعلق ایسے کسی بھی وسوسہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

اعتراض 9: علماء تشدد پسند اور دہشت گرد ہوتے ہیں

جواب: علماء حق سے زیادہ امن پسند کوئی نہیں ہوتا۔ تشدد اور دہشت گردی تو دور کی بات یہ تو اپنے حقوق تک امن کی خاطر معاف کر دیتے ہیں۔ علماء حق علمائے اہل سنت ہیں۔

میں ان کی کچھ روشن مثالیں پیش کرتا ہوں۔ باقی رہے علماء سوء وہ واقعی بدترین دہشت گرد ہیں۔ 2007ء میں سانحہ نشتر پارک ہوا۔ ربیع النور کی پرمسرت مبارک گھڑیوں میں نشتر پارک میں نماز مغرب کے بعد دھماکہ ہوا۔ 63 افراد جام شہادت نوش کر گئے جن میں علماء دین بھی تھے لیکن ایک دکان نہیں جلی، کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مزارات پر دھماکے ہوئے لیکن مزارات کے ماننے والوں نے کسی منفی ردعمل کا مظاہرہ نہیں کیا' اسی طریقے سے درود وسلام پڑھنے والوں کی بے شمار مساجد پر قبضے ہوئے' ان کے علماء کو شہید کیا گیا لیکن صوفیاء کے وارث نے ہر بات کا جواب محبت سے دیا۔ سب کو چھوڑیئے عظیم عاشق رسول ﷺ محافظ ناموس رسالت جناب غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کو ظالم حکمرانوں نے شہید کر دیا۔ لاکھوں دلوں پر قیامت بپا ہو گئی۔ ان کا تاریخی جنازہ ہوا۔ لوگ عاشق کا جنازہ دیکھتے رہ گئے۔ بتایئے علماء اگر تشدد پسند یا دہشت گرد ہوتے تو کیا ہو جاتا......؟ ذرا تصور میں لایئے جب پیپلز پارٹی کی رہنما کو قتل کیا گیا تھا تو کیا ہوا تھا؟ عوامی ردعمل کے باعث ملک معاشی اعتبار سے کہاں چلا گیا تھا......؟ لیکن علماء نے لاکھوں تڑپتے دلوں اور ہیجان کی کیفیت میں مبتلا لوگوں کو کس حکمت اور صبر و تحمل کے ساتھ رخصت کر دیا۔ ایک پتا تک نہیں ٹوٹا۔ کیا اب بھی علماء دہشت گرد ہیں اور آئے دن ہڑتال کرنے والے، توڑ پھوڑ کرنے والے، امن پسند......؟؟؟

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ لوگوں کو دھوکہ اس لئے ہو جاتا ہے کہ بازاروں، مساجدوں، مدارس میں دھماکہ کرنے والے بھی بظاہر مولوی ہوتے ہیں لہٰذا لوگ تمام کے تمام مولویوں کو ایسا گمان کرتے ہیں۔ یاد رکھیں علمائے حق یعنی اہل سنت اور یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کا بم دھماکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ لوگ انصاف کریں۔ امن پسند اور درود وسلام والوں کو ان دہشت گردوں اور خارجیوں سے نہ ملائیں کیونکہ بارود والے اور ہیں' جہاد کے نام پر فساد کرنے والے اور ہیں جبکہ اولیاء کے عرس منانے والے اور ہیں۔

اعتراض 10: امت کے موجودہ زوال کا اصل سبب علماء ہیں جنہوں نے محراب ومنبر کا درست طریقے سے حق ادا نہیں کیا

جواب: مثل مشہور ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اصل تباہی و بربادی اور زبوں حالی کے جو ذمہ دار تھے، وہ بجائے نادم ہونے کے اپنی تمام کوتاہیوں کا ملبہ علماء پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنی بے عملی بلکہ بدعملی کیوں نظر نہیں آتی۔ آج اصل میں پستی کا سبب ہمارا معاشرہ ہے جو اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر یہود ونصاریٰ اور دشمنان اسلام کے متعین کردہ راستوں پر چل نکلا ہے۔

علماء نے اس ایک صدی میں کئی چیلنجز کا سامنا کیا ہے۔ انگریز نے اس دھرتی یعنی برصغیر سے جاتے جاتے فرقہ واریت کا جو بیج بویا تھا، وہ ایک الگ محاذ تھا۔ پھر قادیانیت کا جو شاخسانہ انگریز نے اس قوم کی تباہی کے لئے چھوڑا تھا، وہ الگ میدان تھا۔ اس پر ملحدین کے حملے الگ پھر سیکولرز اور لبرلز نام کی بلائیں متضاد اس کے علاوہ فحاشی وعریانیت کا بازار گرم اور بے انتہا محاذ، میدان، یوں سمجھیں کہ اس عرصہ میں علماء نے چومکھی لڑائی لڑی۔ اگر صرف ایک میدان ہوتا تو زوال کا موردالزام ٹھہرانا بھی شاید سمجھ آتا۔ خدا کی قسم یہ علماء ہی تھے جنہوں نے گمراہیت وفسق وفجور کے کتنے ہی منہ زور طوفانوں اور آندھیوں کو اپنے چٹان کی مانند سینے سے ٹکرا کر ختم کر دیا اور اپنی قوم تک نہ پہنچنے دیا۔ یہ وارثان محراب ومنبر اگر سینہ سپر نہ ہوتے تو نہ جانے آج کیا حالات ہوتے......؟ اسلامی شعار کی جو تعظیم آج جو لوگوں کے دلوں میں اس گئے گزرے دور میں بھی ہے، یہ کس کی شب بیداریوں کا نتیجہ ہے؟ ناموس نبی پر جو عاشقان کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں، یہ کن کے زور بیان کا نتیجہ ہے؟ اے صاحبان عقل وفہم! ذرا تدبر سے کام لو، اگر علماء نہ ہوتے تو آج ہم نہ جانے گمراہیت کی کن وادیوں میں ہوتے؟ روکھا سوکھا کھا کر' چند پیسوں کے عوض ہمارے بچوں کو دین کے نور اور

زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے والا بھی اگر ہمارا ہمدرد نہیں تو کیا ہے؟

اعتراض 11: علماء کا کام تو بس چندہ جمع کرنا ہے، یہ سال بھر کا چندہ جمع کر لیتے ہیں پھر سال بھر کچھ کام نہیں کرتے، چندہ استعمال کرتے ہیں

جواب: قوم سے اپنی ذات کے لئے طلب کرنا تو باعث ننگ و عار ہوسکتا ہے مگر قوم سے قوم کے لئے طلب کرنا نہ شرمندگی کا باعث ہے، نہ ذلت کا۔ کیا جنگ تبوک کے موقع پر آقائے دوجہاں ﷺ نے قوم سے قوم کے لئے طلب نہیں فرمایا؟ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے آئے تھے۔ اگر قوم سے قوم کے لئے طلب کرنا غلط ہوتا تو پیارے آقا ﷺ طلب فرماتے؟ سوچنا یہ چاہئے کہ علماء کس چیز کے لئے طلب کرتے ہیں۔ مسجد، مدرسہ اور دیگر کاموں کے لئے تو اس کا فائدہ کس کو ہے......؟ خلق خدا کو...... اور پھر دین کا نظام کچھ یوں بن گیا، حکومت سرپرستی نہیں کرتی۔ مساجد کے یوٹیلٹی بلز ہزاروں میں، مدارس کے اخراجات لاکھوں میں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امراء و صاحبان ثروت علماء کے در پر جاتے اور بغیر طلب کے دے آتے۔ مگر یہاں تو علماء کو دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے۔

قرآن تو فرماتا ہے کہ اللہ کے بندوں میں علماء ہی حقیقی خوف رکھنے والے ہیں۔ جو حقیقی خوف خدا کا حامل ہو وہ چند سکوں کا غبن کبھی نہیں کرسکتا۔ دراصل یہ ہم نے اپنے احوال و عادات پر علماء کو قیاس کرلیا کہ جیسے ہم مال چھوڑ نہیں سکتے، حلال ہو یا حرام، علماء بھی ایسے ہی ہیں جبکہ علماء الحمدللہ تقویٰ و دیانت کے حامل ہوتے ہیں۔

اعتراض 12: مولوی کا سیاست سے کیا کام ہے؟

جواب: لوگوں نے سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھ رکھا ہے یہاں کسی عالم/مولوی نے سیاست کے حوالے سے کوئی بات منہ سے نکالی اور یہاں سب اس کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑ گئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں سیاست کی اجازت ہے؟ اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر سیاست حرام ہے تو پھر عوام کبھی عام سیاست دانوں پر اعتراض کیوں نہیں اٹھاتی؟ یاد رکھیں اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ، کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلامی تعلیمات موجود نہ ہوں حتی کہ استنجا جیسے معاملے پر بھی رہنمائی موجود ہے۔ یہاں سے آپ اندازہ لگالیں کہ پیدائش سے لے کر موت تک کا ہر پہلو اسلام نے بیان کردیا ہے۔

لوگوں کو چاہئے کہ اپنے ذہن کو تبدیل کرلیں دین کو صرف چند فرائض تک محدود نہ کریں۔ دین میں ہر چیز ہے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں سیاست کے حوالے سے کوئی تعلیم کوئی رہنمائی نہیں تو یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کیونکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ کوئی زمانہ کوئی دور اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جس کے متعلق اسلام رہنمائی نہ کرتا ہو۔

بعض اسلامی تعلیم سے آراستہ لوگ اور دین دار حضرات یہ بھی کہتے سنائی دیتے ہیں کہ سیاست تو بہت گندگی ہوگئی ہے، جب اسلامی سیاست/ پاک سیاست آئے گی تو میں سب سے آگے ہوں گا۔ ان حضرات کی خدمت میں ادب سے عرض ہے کہ حضور اس انتظار میں ہماری زندگیاں صرف ہوجائیں گی مگر یہ روز سعید ہمیں نصیب نہیں ہوگا۔ جب تک اچھے آگے بڑھ کر گندگی کو صاف نہیں کریں گے، اگر چہ کہ اس میں ان پر بھی چھینٹے آنے کا اندیشہ ہے مگر گندگی اسی طرح صاف ہوا کرتی ہے۔ گندگی کے کنارے بیٹھ کر افسوس کرنے اور گندگی خود صاف ہوجائے، اس کا انتظار کرنے کے عمل کو اہل خرد کیا شمار کریں گے؟؟؟

علماء کو ضرورت کیا ہے سیاست کی؟ اگر یہ سوال کیا جائے گا تو ہمارا جواب یہ ہے کہ

تاریخ پاکستان اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ اس کے بنانے والے کون تھے؟ یہ کن بنیادوں پر بنا تھا؟ جب علماء اہل سنت کی شب وروز کی محنت سے یہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تو پھر یہاں کیا ہو رہا ہے؟ تصور کریں۔ آپ انتھک محنت کے بعد کچھ بنائیں اور کوئی اسے خراب کرنے لگے تو آپ برداشت کرلیں گے؟ مالی کی نظروں کے سامنے باغ اجاڑا جائے، اسے قبول ہوگا؟ یہ پاکستان بھی خون سے سینچا ہوا باغ ہے۔ اس کی بربادی سے سب سے زیادہ غم زدہ علماء وصالحین ہی ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مخلص اور غیرت مند لوگ آگے بڑھ کر کرپٹ اور بے غیرت لوگوں کا ہاتھ پکڑ لیں۔ اسی لئے علماء سیاست کرتے ہیں۔

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ نظام خلافت ہے تو پھر مولوی حضرات جمہوریت کے تحت الیکشن کیسے لڑ سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ چلیں مولوی نہیں لڑ سکتا لیکن آپ کیسے لڑ سکتے ہیں؟ جو کلمہ مولوی نے پڑھا، وہی آپ نے پڑھا۔ جن باتوں سے اجتناب اس پر لازم ہے وہی آپ پر بھی، جب وہ غیر اسلامی کام نہیں کرسکتا تو آپ کیسے کرسکتے ہو؟ آپ خود تو جمہوریت زندہ باد اور جمہوریت کے گیت گاؤ، قربانیاں دو لیکن مولوی کو مطعون کرو۔ آخر یہ تضاد کیوں؟ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں نظام خلافت کہیں بھی اپنی اصل روح کے ساتھ موجود نہیں۔ اگر علماء/مولوی نظام خلافت کے مقابلے میں جمہوریت کو سپورٹ کریں تو وہ واقعی لائق ملامت ہیں۔ اصل میں علماء جمہوریت کے مخالف ہیں مگر اس کے تحت الیکشن لڑنا مجبوری ہے۔ نہ لڑیں تو ملک تباہ ہوتا ہے۔ یعنی آگے کنواں، پیچھے کھائی...... ایسے میں عقل وفہم کا تقاضا یہی ہے کہ دو برائیوں میں سے چھوٹی برائی کو قبول کرلیا جائے۔ یہی علماء نے کیا۔

جواب 2: علماء اور مولوی حضرات کو صحیح، غلط بتانے والے غور کریں کہ آخر وہ کس منہ سے علماء کو صحیح غلط بتا رہے ہیں؟ دین اور سیاست کا کیا کچھ رشتہ ہے؟ اور مولوی حضرات کو کیا رول ادا کرنا چاہئے۔ یہ علماء حضرات کو بخوبی معلوم ہے۔

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے درج ذیل شعر میں سیاست اور دین کے تعلق کو بیان فرمایا ہے جو واجب الحفظ اور قابل اللحاظ ہے

جلالِ بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اعتراض 13: مولوی، مولاناؤں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔ ان کا کام تو آپس میں لڑوانا ہے اور کفر کے فتوے لگانا ہے۔ ان کا بس چلے تو یہ پوری دنیا کو لڑوادیں۔ یہ خودتو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ہر گروہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر ہے۔

جواب: علماء حق کا کام لڑوانا نہیں، بلکہ لڑے ہوئے لوگوں کو آپس میں ملانا ہے۔ اوپر والا اعتراض بہت زیادہ لوگوں کی زبانوں پر عام ہے جس کی وجہ ہے غلط فہمی۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے تھوڑا سا تدبر کرنا ہوگا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ایک تو ہے اہل حق کا آپس میں اختلاف اور ایک ہے اہل حق و باطل کا آپسی اختلاف۔ تو جہاں تک تعلق ہے اہل حق اور علماء حق کے آپس میں اختلاف کا تو یہ ایک فطری عمل ہے جس میں کوئی قباحت نہیں۔ ہاں اگر یہ اختلاف افتراق کا سبب بن جائے تو یقینا بہت برا ہے۔ اگر اعتراض کرنے والا لڑنے سے مراد یہ لے رہا ہے کہ علماء حق آپس میں لڑتے ہیں (مطلب اختلاف رکھتے ہیں) تو وہ یہ بتائیں کہ لوگ کہاں اختلاف نہیں کرتے۔ آج سیاست دانوں میں کس قدر اختلافات ہیں۔ کھیل کے میدانوں سے تعلیم گاہوں تک، گلی کوچوں سے بازار تک نظر دوڑائیں، کیا اختلاف فکر ونظر نہیں ہے؟ ارے زیادہ دور کیوں جائیں اپنے گھر ہی کو دیکھ لیں۔ کیا گھر کے تمام افراد ایک سوچ ایک فکر کے حامل ہوتے ہیں؟ کیا وہاں اختلاف نہیں ہوتا؟ پھر علماء ہی مطعون کیوں؟

رائے کا مختلف ہونا برا نہیں ہے۔ عقیدہ ونظریئے میں اختلاف لائق ملامت ہے۔ اور ہم بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ علماء کے اس اختلاف سے امت کو کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ لوگوں کے لئے اس اختلاف میں آسانیاں بلکہ بالفاظ دیگر رحمت ہے۔ مثال کے طور پر آئمہ اربعہ کے اختلاف کو لیں...... حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ...... سب آپس میں بھائی ہیں۔ ایک دوسرے کی تعظیم کو ضروری جانتے ہیں۔ جیسے ہم امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی تعظیم کرتے ہیں اسی طرح ہم امام شافعی علیہ الرحمہ کو بھی اپنا بزرگ اور سر کا تاج مانتے ہیں۔ اسی طرح امام مالک وامام احمد بن حنبل کا معاملہ ہے۔ بالکل اسی طرح ہم حنفی ہیں لیکن ہم دوسرے آئمہ کے ماننے والوں کی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ اگر وہ بزرگ ہوں تو ان سے اکتساب فیض میں عار محسوس نہیں کرتے۔ روشن مثال ہمارے سامنے کروڑوں حنفیوں کے دلوں کی دھڑکن اور سر کے تاج، شہنشاہ بغداد حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ فقہ حنبلی کے پیروکار تھے لیکن کبھی کسی کے دل میں کوئی غلط شائبہ بھی نہیں گزرا۔

مختصر یہ کہ اگر کسی مسئلہ میں علماء کی آراء مختلف ہوجائیں تو اس میں لڑنے یا علماء پر طعن کرنے کی نہ اجازت ہے، نہ ضرورت، نہ جواز۔ دونوں طرف کی بات سن کر جس کے دلائل قوی معلوم ہوں، اس پر عمل کریں۔ باقی حضرات کی بھی تعظیم کرتے رہیں۔ یہی درست راستہ ہے۔ اسی میں عافیت ونجات ہے۔

اب رہا علماء کا باطل فرقوں سے اختلاف تو یہ حق بلکہ ضروری اور ان پر لازم ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس حوالے سے مزید کلام کریں یہاں پر مولانا محبوب رضا خان قادری علیہ الرحمہ کی کتاب ''اربعین شدت'' جس میں انہوں نے چالیس احادیث سے بدمذہبوں یعنی ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے دین میں بگاڑ پیدا کیا اور فتنوں کے دروازے کھولے' کے ساتھ ترش روی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ہم چند احادیث پیش کررہے ہیں۔

بدمذہب سے سختی سے پیش آنا:

یعنی جب کسی بدمذہب بددین کو دیکھو تو اس کے سامنے اس سے سختی سے پیش آؤ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ ان میں سے کوئی پل صراط پر سے گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈیاں اور مکھیاں گرتی ہیں۔

بدمذہب کی تعظیم:

یعنی جس نے کسی بدمذہب کی توقیر (تعظیم) کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی

بدمذہبوں سے قطع تعلقی:

یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑ جائیں تو پوچھنے نہ جاؤ۔ اگر وہ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو اور جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو اور ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

دل میں نورِ ایمان کا سبب:

یعنی جو کسی بدمذہب کو اس کی بدمذہبی کی وجہ سے دشمن جان کر اس سے منہ پھیرے، اللہ تعالیٰ اس کا دل ایمان سے بھر دے گا اور جو کسی بدمذہب کو جھڑکے، اللہ تعالیٰ اسے بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے گا اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے گا اور جو کسی بدمذہب کو سلام کرے، یا اس کے ساتھ خوشی سے ملے، یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو، اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو اتاری گئی محمد ﷺ پر (یعنی اس نے اہمیت نہ دی)

بدمذہب سے دور رہو:

یعنی آخر زمانے میں بہت سے دجال (بڑے دھوکے باز اور جھوٹے) ہوں گے، وہ تم کو حدیثیں گڑھ گڑھ کر سنائیں گے، جو نہ تم نے سنی ہوں گی، نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ تو ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا، کہیں یہ لوگ تم کو حق سے بہکا نہ دیں اور کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

صحابہ کی شان گھٹانے والے:

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے اصحاب چنے اور ان میں سے میرے وزیر و مددگار کئے اور یقیناً عنقریب آخر زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے کہ ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان گھٹائیں گے۔ تم ان کے ساتھ کھانا مت کھانا (اور) پانی نہ پینا نہ ان کے ساتھ بیٹھنا، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا اور نہ ہی ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

ماننے والوں کے لئے یہ بھی بہت کافی اور نہ ماننے والوں کے لئے کتنی ہی احادیث لکھ دی جائیں، وہ انہیں فائدہ نہیں دیں گی۔

اب ذرا ایک ایک حدیث پر غور کریں کہ علماء اگر بدمذہبوں پر سختی کرتے ہیں تو کیا وہ اپنی طرف سے کرتے ہیں یا انہیں قرآن و حدیث سے احکامات ہیں؟ لہٰذا جب احکامات موجود ہیں تو چوں چرا کرنے کے بجائے ہم کو سرخم کر دینا چاہئے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء کو سختی نہیں کرنی چاہئے، وہ ان فرامین پر غور کریں۔ سلام ہے ان عظیم علماء حق پر جو لاکھوں ملامت گروں کی ملامت کے خوف کو پس پشت ڈال کر علی الاعلان حق کا پرچار کرتے ہیں۔

ہر چیز کا ایک ماہر ہوتا ہے اور ساری دنیا اس کی مہارت کو تسلیم بھی کرتی ہے۔ مثلاً مریض کا علاج ڈاکٹر و طبیب کے ذمہ ہے۔ لوگ ڈاکٹر کے کام میں اپنی عقل کے گھوڑے

نہیں دوڑاتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر اپنی فیلڈ کا ماہر ہے۔ اسی طرح معمار کا تعلق ہے وہ جانتا ہے کہ گارا کس طرح تیار ہوگا۔ کتنی سیمنٹ آئے گی، کتنی بجری آئے گی، کوئی دخل اندازی نہیں کرتا کہ یوں ڈالو اتنی ڈالو۔ بس فقط ایک دین ہی ایسا موضع ہے کہ غبی سے غبی آدمی جو دنیاوی امور پر کسی طرح کی بھی معلومات نہیں رکھتا، دین پر گھنٹوں بحث کر لیتا ہے اور اپنی عقل میں جو آتا ہے ٹھوکتا جاتا ہے۔ یاد رکھیں جس طرح ہم دوسرے امور میں ماہرین کا خیال کرتے ہیں، اسی طرح ہمیں دین کے معاملے میں علماء کا خیال کرنا چاہئے اور ان کے معمولات میں طعن و تشنیع سے اپنی زبان کو بند رکھنا چاہئے۔ کیونکہ دین کا صحیح معاملہ وہ نہیں ہے جو ہماری عقل میں آئے۔ بلکہ درست بات وہ ہے جس کی طرف علماء دعوت دیتے ہیں۔ اگر علماء بدعقیدہ لوگوں کا رد نہ کریں تو پھر ساری دنیا میں بدعقیدگی پھیل جائے گی جو کہ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ ایسے لوگوں سے بڑے متاثر ہیں جو کسی کو برا نہیں کہتے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ برے کو برا کہنا عین فائدہ کا کام ہے۔ اگر کسی کو برا کہنا منع ہوتا تو جو احادیث ہم نے پیش کی ہیں، پھر اس کے کیا معنی ہوں گے؟

ایک حدیث میں آیا:

فاجر کے فجور کا ذکر کرو تاکہ اس سے لوگ محفوظ رہیں

(سنن کبریٰ، جلد 10، ص 210، مطبوعہ بیروت)

برے کو برا کہنا ضروری اس لئے ہے کہ لوگ اس سے بچیں گے۔ ایک شخص مارکیٹ میں کاروبار کرتا ہے اور وہ دھوکہ باز ہے۔ اگر کوئی شخص ہم سے پوچھے کہ اس کے ساتھ کاروبار کیسا ہے؟ تو آپ کیا جواب دیں گے؟ اگر برے کو برا نہیں کہتے تو ایک مسلمان کے ساتھ دھوکہ ہوگا۔ لہذا حکم یہ ہے کہ اس کے عیب بیان کر دیئے جائیں کہ یہ درست طور پر کاروبار نہیں کرتا۔ اسی طرح رشتہ کا معاملہ ہے، کوئی ہم سے مشورہ کرے تو ہمیں عیب

چھپانے کے بجائے صاف صاف بتادینا ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح دین کا معاملہ ہے۔ بدعقیدہ و بدمذہب لوگوں کی برائی اس مقصد سے بیان کی جاتی ہے تاکہ لوگ ان سے دور رہیں اور اس طرح ان کے عقیدہ محفوظ رہیں۔

ہمیں تعجب ہیں، ان لوگوں پر جو کسی کو برا نہیں کہتے۔ کیونکہ مولوی کی حیثیت تو ایک چوکیدار کی ہوتی ہے جو چور کو چوری کرتا دیکھے گا تو شور مچائے گا، لوگوں کو آگاہ کرے گا۔ تو بتائیں جب معاشرے میں غلط عقیدوں کا پرچار ہو تو حق کا اعلان اور باطل کی نفی کرنا، مولوی کی عظیم ذمہ داریوں میں شامل ہے یا نہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کسی کو غلط نہیں کہتے۔ ان کا یہ دعویٰ عقل کے بھی خلاف ہے اور شرع کے بھی۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص دعویٰ کرے کہ ابھی دن ہے، عین اسی وقت دوسرا شخص دعویٰ کرے کہ ابھی رات ہے۔ تو سوچئے کہ معاملہ ایک ہوگا یا دن یا رات یعنی ایک کا صحیح ہونا اور دوسرے کا غلط ہونا لازمی امر ہے مگر تیسرا شخص یہ کہے کہ ایک ہی وقت میں یہ دونوں ٹھیک ہیں، آپ کیا کہیں گے؟ یہی نا کہ تیسرا شخص کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔ بس اسی مثال سے سمجھ لیں کہ دو مختلف عقیدے رکھنے والوں میں ایک کا درست ہونا اور ایک کا غلط ہونا لازمی ہے۔ پھر جو یہ کہے کہ بیک وقت دونوں درست ہیں، وہ سراسر غلطی پر ہے۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جو یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ ہم تو کافر کو بھی کافر نہیں کہتے۔ کیا خبر مسلمان ہوجائے۔ اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ پھر مسلمان کو بھی مسلمان نہیں کہنا چاہئے، کیا خبر اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو...... دوسرا جواب یہ ہے کہ کافر کو کافر کہنا قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ نے فرمایا اپنے محبوب ﷺ کو کہ آپ کافروں کو کہیں......

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ......یعنی اے کافرو!

اب بتائیں کہ حضور ﷺ نے کافر کو کافر کہا یا نہیں؟

جواب 2: جو لوگ علماء پر تنقید کرتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے۔ وہ جب اپنا

معاملہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور اخلاق و مروت کی تمام سرحدوں کو عبور کر جاتے ہیں۔ بتائیں جب اپنی ناموس کی بات آئی، کسی نے گالی دی، کسی نے حق تلفی کی تو پھر ساری محبت، اخلاق اور اتحاد کی باتیں کہاں ہوا ہو گئیں......؟ جس طرح عام لوگوں کو اپنی عزت و ناموس پیاری ہے، اسی طرح علماء کو دین سے پیار ہے۔ یہ اپنی عزت و ناموس پر غصے میں آتے ہیں اور علماء دین کے ساتھ بگاڑ کرنے والوں پر......نصیب اپنا اپنا، مقدر کی بات ہے۔

اعتراض 14: ارے بھائی! ہم تو طریقت والے ہیں۔ یہ طریقت کا مسئلہ ہے، یہ علماء کے سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ طریقت الگ ہے، شریعت الگ، ہم تو طریقت پر عمل کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک سمندر ہے اور شریعت ایک قطرہ

جواب: بعض طریقت کا دعویٰ کرنے والے راہ طریقت اور اس کے لوازمات سے غافل ہیں۔ کچھ لوگوں نے چند اونٹ پٹانگ حرکات اور عجیب و غریب باتوں کا نام طریقت کر دیا۔ دم تعویذ کو تصوف سمجھ لیا۔ ایسے ہی عقل کے اندھوں نے دعویٰ کیا اور شیخی بگھاری کہ طریقت الگ ہے، شریعت الگ۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طریقت شریعت ہی کا ایک جز اور حصہ ہے۔ صوفی کو تو ہر دم شریعت پر عمل کرنا لازم ہے۔ شریعت سے منہ موڑ کر یہ راہ کھلتی ہی نہیں۔ شریعت کے احکامات کو پس پشت ڈال کر آدمی پہنچ تو جاتا ہے مگر کہاں......؟ جہنم تک کیونکہ جنت کو جو راہ جاتی ہے، وہ ایک ہی اور اس کا نام ہے شریعت......

ایک سچا صوفی شریعت کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتا ہے۔ اگر کرے تو وہ صوفی رہ بھی نہیں سکتا۔ یہ جو نام نہاد طریقت کے ماہرین ہیں۔ یہ علماء کے اس لئے مخالف ہیں کہ علماء کی تعلیمات پر عمل ان کے نفس و طبیعت پر شاق اور ان علماء

کے ارشادات پر عمل سے ان کی دکانیں بند ہوتی ہیں لہذا لوگوں کو گمراہ کرنے کے واسطے اس دھوکے میں ڈالا کہ ہم الگ شریعت الگ۔ صوفیاء کی عظیم جماعت درحقیقت علماء کاملین ہی کی جماعت ہے۔ حقیقی صوفیا، یہ ہی لوگ ہیں۔ ارے بھائی اہم تو طریقت والے ہیں۔ یہ طریقت کا مسئلہ ہے، یہ علماء کے سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ طریقت الگ ہے، شریعت الگ، ہم تو طریقت پر عمل کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک سمندر ہے اور شریعت ایک قطرہ۔

اگر شریعت و طریقت کے باہم تعلق کو سمجھنا مقصود ہو تو اس مثال سے باآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ شریعت کی مثال درخت جیسی ہے اور طریقت اس کا پھل۔ یہ بات تو سب پر واضح ہے کہ بغیر درخت کے پھل کا وجود ممکن نہیں۔ پہلے درخت ہوگا پھر پھل، یوں ہی پہلے شریعت ہے پھر طریقت۔ یا یوں کہہ لیں کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع ہے۔ جسے اس بارے میں تفصیل درکار ہو وہ عظیم ولی کامل، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی کتاب ''تصوف و طریقت'' کا مطالعہ کرے۔ یہاں چونکہ اختصار مطلوب تھا لہذا یہاں صوفیاء کے چند اقوال پر اکتفا کروں گا۔ اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو یہ اقوال اس وسوسہ کو دفن کرنے کے واسطے کافی ہوں گے۔

پہلا قول: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے سوا کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھانا جو کہ طریقت کا ایک بلند مرتبہ ہے۔ ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں کے ساتھ ہو کہ تو اللہ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرے اور اس کے تمام احکام کی حفاظت کرے اور اگر تیری طرف سے شریعت کی حدود میں سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے اور بے شک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے لہذا تو فوراً شریعت کے حکم کی طرف لوٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ حقیقت میں باطل ہے۔

(طبقات الاولیاء از امام عبدالوہاب شعرانی، جلد 1، ص 131، مطبوعہ مصر)

دوسرا قول: حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

پاکیزہ شریعت محمدیہ علیہ ﷺ دین اسلام کا پھلدار درخت ہے۔ شریعت وہ سورج ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں۔ شریعت کی پیروی دونوں جہانوں کی سعادت بخشتی ہے۔ خبردار اس کے دائرے سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے باہر نہ جانا۔ (بہجۃ الاسرار ص 49، مطبوعہ مصر)

تیسرا قول: حضور پرنور، غوث الاغیاث محبوب سبحانی، سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فقہ سیکھ اس کے بعد خلوت نشین ہو۔ جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرتا ہے، وہ جتنا سنوارے گا، اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ (لہذا) اپنے ساتھ شریعت کی شمع لے لو۔ (بہجۃ لاالاسرار ص 53، مطبوعہ مصر)

فاعدہ: آج کے زمانے کے نام نہاد صوفیاء غور کریں کہ طریقت کے امام اور ولیوں کے سردار تو شریعت کی پابندی پر ایسا زور دیں اور یہ خود کو معاذ اللہ شریعت سے آزاد بتائیں۔ سچ فرمایا کہ اگر شریعت کو چھوڑ کر انسان یہ سمجھے کہ وہ طریقت کے راستوں پر چل رہا ہے تو بے شک اس سے شیطان کھیل رہا ہے۔

چوتھا قول: حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ شریعت کے احکام تو اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ تھے اور ہم تو اللہ تک پہنچ گئے، یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، وہ پہنچنے والے ضرور ہیں، مگر کہاں تک؟ جہنم تک...... ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے تو چور اور زانی بہتر ہیں۔ میں اگر ہزار سال تک بھی زندہ رہوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، میں نے جو نوافل و مستحباب مقرر کر لئے ہیں ان میں سے بھی کچھ کم نہ کروں گا۔

پانچواں قول: حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بزرگ سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو ولایت کے نام سے مشہور کیا

ہے۔ وہ شخص زہد و تقویٰ میں مشہور تھا اور لوگ بکثرت اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ جب حضرت بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے۔ اتفاقاً اس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا، حضرت بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس پلٹ آئے اور اس شخص سے سلام بھی نہ کیا اور فرمایا: یہ شخص نبی کریم ﷺ کے آداب میں سے ایک ادب پر توامین ہے نہیں جس چیز کا (یعنی ولایت کا) دعویٰ کرتا ہے، اس پر کیا امین ہوگا۔ (رسالہ قشیریہ ص 17)

چھٹا قول: حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ ایسی کرامت دی گئی ہے کہ وہ ہوا پر چار زانوں بیٹھے تو اس سے فریب نہ کھانا، جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض و واجب و مکروہ و حرام میں اس کا عمل کیسا ہے اور شریعت کی حدود و آداب کی کتنی حفاظت کرتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ ص 18، مطبوعہ مصر)

ساتواں قول: حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان دارانی فرماتے ہیں: بہت دفعہ تصوف کا کوئی نکتہ میرے دل میں مدتوں آتا رہتا لیکن میں تب تک اسے قبول نہ کرتا جب تک قرآن و حدیث دو عادل گواہ اس نکتے کی تصدیق نہ فرما دیتے۔ (رسالہ قشیریہ ص 19، مطبوعہ مصر)

آٹھواں قول: سلسلہ سہروردیہ کے پیشوا حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فتنہ کے مارے ہوئے کچھ لوگوں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے تاکہ صوفی کہلائیں حالانکہ ان کو صوفیوں سے کچھ تعلق نہیں بلکہ وہ دھوکے اور غلطی پر ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے دل خالص خدا کی طرف ہو گئے اور یہی مراد کو پہنچنا ہے اور شریعت کی پابندی کرنا عوام کا کام ہے۔ ان کا یہ قول خالص بے دینی اور زندیقی ہے اور اللہ کی بارگاہ سے دور کیا جانا ہے۔ کیونکہ جس حقیقت کو شریعت رد کر دے، وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے پھر انہوں نے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا کہ چوری اور زنا کرنے والے ایسے لوگوں سے بہتر ہیں۔ (عوارف المعارف، ص 42، ج 1، مطبوعہ مصر)

فاعدہ: ان اقوال وارشادات کی روشنی میں ان نام نہاد صوفیوں کا جائزہ لیں۔ صوفیوں کے سردار تو صرف قبلہ کی جانب تھوکنے والے سے مصافحہ نہ فرمائیں اور اسے دعویٰ ولایت میں جھوٹا گردانیں تو پھر آج کے ولایت کا دعویٰ کرنے والے تو فرض وواجبات تک کو ترک کردیتے ہیں۔ ان کے دعویٰ میں کہاں تک حقیقت ہوسکتی ہے؟ فقیر راقم الحروف نے ایسے بھی لوگ دیکھے ہیں جو طرح طرح کے خرافات میں ملوث ہیں اور علماء کاملین کو معاذ اللہ عزوجل برا کہتے اور حقیر جانتے ہیں۔ ایک صاحب خود کو پیر کہتے ہیں اور لوگوں کو بیعت بھی کرتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ پانچ نمازیں ایک ساتھ ہی پڑھ لیا کرتے ہیں۔ پوچھنے پر ارشاد فرمایا: دن بھر میں وظائف ہوتے ہیں، نماز کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ان سے پوچھا جائے کہ نماز سے بڑھ کر بھی کوئی وظیفہ ہوسکتا ہے؟ جب ایسے لوگ پیر ہوں گے تو پھر مریدین کا حال کیا ہوگا؟ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں۔

نواں قول: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

جس شخص کے لئے اور جس کے ہاتھ پر کرامات ظاہر ہوں، وہ احکام شریعت کا پورا پابند نہ ہو تو ایسا شخص بے دین ہے، اور جو خلاف عادت چیزیں اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں، وہ کرامات نہیں بلکہ دھوکہ اور استدراج ہے۔

(نفحات الانس، از مولانا جامی علیہ الرحمہ، ص 19)

دسواں قول: حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک گروہ معرفت اور بارگاہ الٰہی تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ صرف معرفت کا نام ہی جانتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ ان کا فعل سب اگلے پچھلوں کے علم سے اعلیٰ ہے لہٰذا وہ سب فقیہوں، محدثوں، مفسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تمام مسلمانوں اور علماء کو حقیر جانتے ہیں اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک فاسقوں اور منافقوں میں سے ہیں۔ (احیاء العلوم، ص 220، ج 3)

فاعدہ: اے کاش! شریعت سے بے پرواہ لوگ جو معرفت الٰہی عزوجل کے دعویدار ہیں، ان اقوال کو پڑھتے اور غور کرتے تو ان پر اپنی حقیقت کھل جاتی اور جو اپنی اتفاقیہ باتوں کو کرامت کا نام دے دیتے ہیں وہ بھی اگر غور کرتے تو ان پر اپنی کرامات کا حال بھی ظاہر ہو جاتا۔

گیارھواں قول: حضرت سیدنا امام شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تصوف کیا ہے، بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔

بارھواں قول: حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ اور دیگر بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو قدرت دی ہے کہ کشف والا آدمی آسمان وعرش وکرسی ولوح وقلم جہاں سے علوم حاصل کرتا ہے، وہاں کی تصویریں بنا کر شیطان آدمی کے سامنے کر دے اور حقیقت میں وہ عرش وکرسی ولوح وقلم نہ ہوں بلکہ شیطان کا دھوکہ ہو اور شیطان اس دھوکے سے اپنا شیطانی علم اس کے دل میں ڈال دیتا ہے اور یہ کشف والا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اس پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے۔ اسی لئے اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کشف والے پر واجب قرار دیا ہے کہ جو علم اسے کشف کے ذریعے سے حاصل ہو، اس پر عمل کرنے سے پہلے اسے کتاب وسنت پر پیش کرے، اگر ان کے موافق ہو تو عمل کرے، ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ (میزان الشریعہ، ص 13)

تیرھواں قول: شیخ الاسلام حضرت احمد نامتی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: پہلے مصلیٰ ایک طرف رکھو اور جا کر علم سیکھو کیونکہ بغیر علم کے زہد وتقویٰ میں پڑنے والا شیطان کا مسخرہ ہے۔

(نفحات الانس، ص 210)

امید کرتا ہوں کہ قارئین پر اب یہ حقیقت مکمل طور پر آشکار ہو چکی ہوگی کہ طریقت

بغیر شریعت کے کچھ نہیں بلکہ بے دینی و زندیقی ہے۔شریعت پر عمل کرنے کے لئےعلم کی حاجت اور علماء شریعت کے ماہر تونتیجہ یہ نکلا کہ علماء کو جاہل کہنے والا خود جاہل بلکہ اجہل ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فریب خوردہ لوگوں کے شر سے پوری امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔آمین

اعتراض نمبر 15: دین کو سمجھنے کے لئے علماء کی حاجت نہیں، ہم خود دین کو سمجھ لیں گے

جواب: دور حاضر کے فتنوں میں ایک فتنہ علماء سے بغض بھی ہے۔اکثر جو کچھ پڑھ لکھ جاتے ہیں ان کی زبانوں سے ایسے کلمات سننے میں ملتے ہیں لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ اس دنیا میں ایک غیر عالم کو علماء کی ضرورت نہ رہے۔اس پر کلام تو بعد میں کروں گا۔ پہلے ذرا ایک حدیث سن لیں کہ یہ تو دنیا میں علماء کے احتیاج سے منکر ہیں اور نبی اکرم ﷺ تو نہ صرف دنیا میں بلکہ جنت میں بھی لوگوں کو علماء کا محتاج بتا رہے ہیں۔

حدیث ملاحظہ ہو: فرمایا پیارے آقا ﷺ نے:

بے شک جنتی جنت میں (بھی) علماء کے محتاج ہوں گے اور وہ اس طرح کہ جنتی ہر جمعہ کے روز اللہ عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوں گے تو اللہ عزوجل جنتیوں سے فرمائے گا: جو چاہو، تمنا کرو تو جنتی علماء کی جانب متوجہ ہوں گے اور علماء سے پوچھیں گے کہ ہم کس چیز کی تمنا کریں؟ تو علماء کہیں گے: اللہ عزوجل سے ایسی ایسی تمنا کرو تو جنتی جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے جس طرح دنیا میں ان کے محتاج ہیں۔(کنزالعمال، ج10،ص411)

دیکھا آپ نے؟؟ حدیث تو لوگوں کو محتاج بتا رہی ہے اور ''مسٹر'' خود قرآن و حدیث کو سمجھنے کے دعویدار ہیں۔جس آیت کے پیش نظر انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ انہیں علماء کی حاجت نہیں، دراصل وہ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ قرآن وحدیث انسان خود نہ پڑھے، بلکہ بار بار پڑھے اور پڑھتا رہے۔ ہماری عرض یہ ہے کہ قرآن کی آیات

کے معنی بیان کرنا اور حدیث کی شرح کرنا یہ علماء کا کام ہے۔ کسی آیت کا کیا مطلب ہے یہ رہنمائی علماء کریں گے۔ اب اس آیت کو ہی لیجئے کہ اس کا معنیٰ قطعاً یہ نہیں کہ قرآن آسان ہے تو ہر کوئی قرآن سے اپنے لئے احکام اخذ کرے گا۔ ہدایت و رہنمائی لے لے گا بلکہ قرآن آسان ہے (حفظ کے لئے) یعنی کسی کتاب کو حفظ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا قرآن کو حفظ کرنا آسان ہے۔

ہم ان اعتراض کرنے والوں سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جب بیمار پڑتے ہیں تو ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ مارکیٹ میں تو میڈیکل کے شعبے سے متعلق سینکڑوں کتب موجود ہیں۔ ان میں سے چند کتب خرید کر خود پڑھ لیں اور اپنا علاج خود کرلیں۔ کیوں کسی کے پاس جا کر پیسہ اور وقت برباد کیا جاتا ہے؟ تو یہ کہیں گے کہ یہ عمل کرنا تو گویا اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہے کہ نہ معلوم کوئی غلط دوا ہم استعمال کربیٹھیں۔ ہر دوا ہمارے مزاج کے موافق ہو، یہ ضروری تو نہیں۔ ہمارے حال کے موافق کونسی دوا ہے، یہ فیصلہ تو طبیب ہی کرے گا۔

اب سوچیں کہ اپنی جان کی تو اتنی فکر ہے کہ کسی قسم کی بے وقوفی کرنے کو تیار نہیں، تو ایمان کیا ہماری جان سے قیمتی نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے لہذا اچاہئے کہ ہم ایمان کی فکر اپنی جان سے بڑھ کر کریں۔ یادرکھیں جس طرح غلط دوا سے جان جاسکتی ہے اسی طرح قرآن و حدیث کو ازخود سمجھنے کے دعوے سے ہوسکتا ہے کہ ہم کوئی ایسا غلط معنیٰ اخذ کربیٹھیں کہ اپنے ایمان سے ہی ہاتھ دھونا پڑ جائے۔

جواب 2: قرآن مجید کو خود سمجھنے کا دعویٰ کرنے والے دراصل قرآن کے اسرار و رموز سے واقف نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے بے شمار مقامات پر فضائل و مناقب ارشاد فرمائے۔ ایک مقام پر فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے لئے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ اس میں سے میں نے پیا،

حتی کہ ناخن تک سیراب ہوگیا۔ اس کے بعد بقیہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے اس کی تعبیر کیا کی؟ فرمایا: علم (کنزالعمال، ج 11)

اسی طرح ایک جگہ یہ بھی فرمایا:

ہر نبی کی امت میں ایک دو معلم ہوتے ہیں، اگر میری امت میں کوئی ہو تو عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے۔ حق عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان اور دل پر ہے (کنزالعمال ج 11)

لیکن ان تمام علمی خوبیوں اور ذہانت کے اعلیٰ مراتب رکھنے والی شخصیت کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے ''سورۃ البقرہ'' بارہ سال میں پڑھی۔ جب آپ نے یہ سورت ختم کی تو آپ نے اونٹ ذبح کیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف سورۃ بقرہ کے اسرار و رموز میں بارہ سال تک گم رہے۔ اللہ اکبر، یہ ہے قرآن کا اعجاز...... یہ ہے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت...... میں پوچھتا ہوں کہ کیا قرآن عربی میں نہیں ہے؟ کیا حضرت عمر عربی نہیں تھے؟ تھے اور بالکل تھے لہذا ماننا پڑے گا کہ قرآنی اسرار و رموز کے سمندر میں جو وسعت ہے، وہ اس قدر ہے کہ ایک شخص جب اترتا ہے تو اترتا ہی چلا جاتا ہے۔ بارہ سال قرآن کی صرف ایک سورت پر صرف کرنے کے باوجود آپ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ سورۃ البقرہ کے تمام اسرار و رموز سے واقف ہوگئے۔ اب انہیں کسی سے کچھ پوچھنے کی حاجت نہیں۔

یہاں تھوڑا ٹھہر کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسوۂ حسنہ کے سامنے ان تمام دین کو خود سمجھنے کے دعویداروں کو کھڑا کیجئے کہ وہ کس حد تک اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہیں۔ صرف ایک مثال پیش کی جارہی ہے جس سے واضح ہوگا کہ ہم دین سمجھنے میں علماء کے محتاج ہیں۔

قتل اور نماز

ایک حدیث کے مطابق قیامت کے دن سب سے پہلا سوال قتل کا ہوگا جبکہ ایک حدیث مشہور ہے کہ قیامت میں سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا یہاں بغیر عالم کی رہنمائی کے جواب نہیں دیا جاسکتا یا تو کسی حدیث کا انکار کردے گا یا الجھ کر رہ جائے، عالم بتائے گا یہاں کوئی تضاد و تفاوت نہیں اور دونوں احادیث درست ہیں اور اس میں تطبیق یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلا سوال نماز کے حوالے سے ہوگا جبکہ حقوق العباد میں سب سے پہلا سوال قتل کے حوالے سے پوچھا جائے گا۔

جواب 3: جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دین از خود سمجھیں گے' ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے یقیناً انہیں ترجمہ کی ضرورت پڑے گی اور یہ ترجمہ بھی تو علماء کا کیا ہوا ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ بغیر علماء کے ترجمہ کے قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتے۔ اگر انہیں علماء کے بغیر دین سمجھنا ہے تو وہ پہلے عربی زبان سے واقفیت حاصل کریں کیونکہ قرآن و حدیث کی زبان عربی ہے لیکن افسوس یہاں بھی ان کا یہ شوق پورا نہیں ہوسکتا کہ وہ علماء کے بغیر دین سمجھیں کیونکہ عربی زبان سمجھنے کے لئے وہ جن کتابوں کو پڑھیں گے وہ بھی علماء کی مرتب کی ہوئی ہیں۔

پیغامِ حق کی ترویج واشاعت کا وسیع منصوبہ

الحمدللہ عزوجل ادارۂ فیض حق کراچی نے اسلاف کی سیرت اور ان کے علمی وتحریری کام کو منظر عام پر لانے کا عزمِ مصمم کیا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل عنقریب اس حوالے سے بہت سی اہم ونایاب کتب منظر عام پر آئیں گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ صاحبانِ علم حضرات ہمارے ساتھ علمی وقلمی تعاون فرمائیں گے نیز اپنے زریں مشوروں سے نوازیں گے اور صاحبانِ ثروت ہمارے لئے طباعت کے مراحل آسان کریں گے اور اپنے عزیز واقارب ومرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے کتب کی اشاعت کر کے ہمارے معاون ثابت ہوں گے۔

ادارے کے زیر اہتمام جن کتابوں پر کام جاری ہے ان میں سے چند کتب یہ ہیں:

۱۔ تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ اور علماء ومشائخ اہلسنّت

۲۔ تحفظ ختمِ نبوت اور علماء ومشائخ اہلسنّت

۳۔ علماء ومشائخ اہلسنّت کا عشقِ رسول ﷺ

۴۔ علماء ومشائخ اہلسنّت کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت

۵۔ کراماتِ علماء ومشائخ

۶۔ ملفوظاتِ علماء ومشائخ

۷۔ علماء ومشائخ اہلسنّت کی خدماتِ دینیہ کا ایک جائزہ

۸۔ حکایاتِ علماء ومشائخ اہلسنّت

۹۔ علماء ومشائخ اور وقت کا بہترین استعمال

۱۰۔ علماء ومشائخ کا سفر آخرت